قرآن وحدیث، اقوالِ محدثین اور تاریخ وسیر کی روشنی میں

سیرت والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری

Marfat.com

سیرت والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن وحدیث اقوال محدثین تاریخ وسیر کی روشنی میں

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری

کتاب میلہ
https://www.kitabmela.pk
facebook.com/kitabmela

Marfat.com

297.921
ص 28 م
۱۴۲۳۲۸

کتاب میلہ

ناشر: عبدالقادر

حقوقِ اشاعت محفوظ

اشاعت — 2018ء

اہتمام — محمد البصار

زیرنگرانی — محمود ایاز

مارکیٹنگ مینیجر — منان حسن

ڈیزائن — ایمان گرافکس

کمپوزنگ — ایمان گرافکس

مطبع — وقاص جاوید پرنٹرز

قیمت — -/350 روپے

کتاب میلہ

www.kitabmela.pk
www.facebook.com/kitabmela

Marfat.com

شرفِ انتساب

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور حضرت حوا علیہا السلام سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک تمام مقدس ہستیوں اور پاکیزہ اصلاب وارحام جن سے فخرِ انسانیت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں رحمت للعالمین بن کر تشریف لائے۔

اور ان تمام مقدس ذاتوں کی طرف انتساب کرتا ہوں اور ان پاک بازانِ صدق وصفا کے طفیل اس کتاب سے استفادہ کا اجروثواب میرے والد محترم مرحوم سید میراں بن سید تاج الدین متوفی 3 شعبان المعظم 1402ء مطابق 27 مئی 1982ء مدفن سنی قبرستان بلہاری کرناٹک اور میری والدہ محترمہ مرحومہ سیدہ شہزادی بیگم بنت سید مظفر الدین علوی کپل متوفی 5 شعبان المعظم 1418ھ/ مطابق 6 دسمبر 1997ء مدفن سنی قبرستان سرگپہ ضلع بلہاری۔ دونوں کے لئے ہو، یہ کوشش ان کے لئے زادِ راہ بنے اور بخشش کا پروانہ ملے، آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

احقر العباد

سید صادق انواری اشرفی قادری عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

❁	تقریظ (حضرت علامہ مولانا محمد عظیم الدین)	13
❁	تقریظ (حضرت علامہ مفتی خلیل احمد)	14
❁	تقریظ (سید عطاء اللہ الحسینی قادری)	16
❁	ہدیۂ عقیدت	18
❁	حمد باری تعالیٰ	19
❁	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	20
❁	منقبت	22
❁	در شان والدۂ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا	24
❁	اظہار خیال	27
❁	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید شاہ چشتی قادری	27
❁	ایک نظر صاحب کتاب پر	29

Marfat.com

❀	پیش لفظ	35
❀	سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت وافادیت	41
❀	سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ کی خصوصیت	41
❀	کلماتِ تشکر	42
❀	نسب کی تعریف	44
❀	نسب	44
❀	نسب کی حقیقت واہمیت	45
❀	شرف نسب کے ضمن میں دوروایات	46
❀	نسب مصطفیٰ ﷺ	47
❀	نسب مصطفیٰ ﷺ پراعتراض وجواب	49
❀	نقشہ اولاد عبدالمطلب بن ہاشم	50
❀	والدِ مصطفیٰ ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے	52
❀	حالات زندگی	52
❀	ولادت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہرت	52
❀	اسم گرامی	53
❀	چاہ زمزم کی دوبارہ کھدائی	53
❀	حضرت عبدالمطلب کا خواب اور بئر زمزم کی کھدائی	55
❀	عرّافہ سے سوال	57
❀	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فدیہ	57
❀	انسانیت کا عظیم فائدہ	59

Marfat.com

❁	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پاکبازی اور اخلاق	60
❁	فاطمہ بنت مر أ الخثعمیہ کا عشق	61
❁	فاطمہ بنت مر أ خثعمیہ کے عربی اشعار	62
❁	فاطمہ شامیہ کا عشق	65
❁	نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آمد کی خبر	66
❁	حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت و مدد	67
❁	والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح	69
❁	نکتہ عجیبہ	70
❁	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شاعری	71
❁	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات	72
❁	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر	72
❁	جسد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تدفین ثانی	73
❁	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی رحلت پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے اشعار	74
❁	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ترکہ	75
❁	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد	76
❁	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی زندگی	76
❁	شوہر نامدار کی وفات کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی امید	77
❁	آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا	77
❁	سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سوال	79
❁	رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کا خواب	80

Marfat.com

❁	ایک جدید تحقیق	82
❁	حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی رحلت مبارکہ	83
❁	مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مادر محترم سے وابستہ یادیں	84
❁	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وقت وصال اشعار	85
❁	اشعار کا ترجمہ	86
❁	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر جنات کا نوحہ	87
❁	والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا عقیدۂ ایمان	89
❁	افسوس صد افسوس!	90
❁	والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان پر اعتراضات کے جوابات	91
❁	مکمل بحث کا خلاصہ	95
❁	جحیم دوزخ کا کونسا درجہ ہے	98
❁	حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور احناف پر اعتراض	98
❁	فقہ اکبر کے نسخوں کا فرق	99
❁	والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور فقہ اکبر	99
❁	اعتراض والزامی جواب	99
❁	علمائے کرام کے تین مسلک ہیں	101
❁	رجوع سے پہلے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی بنیاد درست نہیں	102
❁	خوف فتنہ کیوں	103
❁	اس نسخہ میں غلطی تھی	103
❁	ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تشکیک	105

Marfat.com

❀	صحیح نسخوں کا مشاہدہ	106
❀	ایک خوبصورت بات	108
❀	اگر الفاظ یہی ہوں	109
❀	رسالہ کی تصنیف کے بعد	110
❀	ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ ورجوع	111
❀	شرح شفاء سے تائید	111
❀	عرب کے معاشرے میں دورِ فترت	112
❀	دورفترت میں تین قسم کے لوگ آباد تھے	114
❀	ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کے مسالک	116
❀	والدین کریمین کو کسی کی دعوت نہیں پہنچی	116
❀	والدین مصطفیٰ ﷺ سے شرک وکفر ثابت نہیں	116
❀	والدین کریمین کا زندہ ہونا اور دوبارہ ایمان لانا	117
❀	اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا نہ دو	117
❀	قابل غور بات	120
❀	عبرت قاہرہ	122
❀	ایک اہم فتویٰ	123
❀	والدین مصطفیٰ ﷺ کی پاکی قرآن وحدیث کی روشنی میں	124
❀	والدین مصطفیٰ ﷺ کو جہنمی کہنے والوں کی تردید	126
❀	ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کے دلائل	127
❀	قرآن اور آپ کا پاکیزہ رحموں میں منتقل ہونا	127

Marfat.com

❁	آپ ﷺ کے والد گرامی کی قسم	130
❁	احادیث مبارکہ	132
❁	حدیث نمبر 1	132
❁	حدیث نمبر 2	133
❁	حدیث نمبر 3	133
❁	حدیث نمبر 4	134
❁	ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ پر ذخیرۂ قرآن وحدیث کے اشارے	137
❁	آقا کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کا فائدہ ابولہب کو	137
❁	کسی نبی کی والدہ کافرہ نہیں ہوئی	137
❁	حضور ﷺ نے کسی کافرہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا	138
❁	تابوت سکینہ توہین کا انجام	138
❁	قمیض حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت سے بینائی واپس آگئی	138
❁	حضور ﷺ کا خون چوسنے سے آگ حرام	139
❁	فضلات مبارکہ کے ڈھیلوں میں خوشبو	139
❁	بول نوش کرنا ساری بیماریوں کی شفا	140
❁	دس جانور جنت میں جائیں گے	140
❁	نسبت سرکار سے آگ کا رومال پر اثر نہ کرنا	142
❁	نیک اولاد اپنے فوت شدہ والدین کے لیے دعا کرے	143
❁	حافظ قرآن کے والدین کو حلے پہنائے جائیں گے	144
❁	حافظ قرآن کی شفاعت سے دس افراد کو جنت	144

Marfat.com

❁	حافظ قرآن کے والدین کے سروں پر تاج رکھا جائے گا	145
❁	والدین کریمین علیہما السلام کا زندہ ہوکر اسلام لانا	146
❁	ایک مغالطہ کا ازالہ	147
❁	صحیح عقیدہ رکھنے یا نہ رکھنے سے کیا ہوتا ہے	148
❁	ایمانِ والدین کی تائید کرنے والے ائمہ ومحدثین کرام	148
❁	محدثین کے اشعار	151
❁	آخری مؤدبانہ گزارش	152
❁	مصادر ومراجع	154
❁	ایک پُرخلوص گزارش	159

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ

فقیہ الاسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا

محمد عظیم الدین

دامت برکاتہم العالیہ (صدر مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآباد)

مبسملاً محمداً مصلیاً مسلماً

حضور انور ﷺ کے ابوین کریمین رضی اللہ عنہما امت مسلمہ کے لئے قابل صد تعظیم و تکریم اور نعمت ہیں، جس شرف عظیم سے وہ مشرف کئے گئے ایسا شرف کائنات میں کسی کو حاصل نہیں، ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق کتب تواریخ و سیرت میں چیدہ چیدہ واقعات ملتے ہیں ''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ'' کے عنوان سے قرآن مجید، احادیث نبوی، اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تاریخ اسلامی کے حوالہ سے مولوی سید صادق انواری اشرفی قادری اور مولوی کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے تقریباً مواد یکجا کر دیا ہے، کتاب لائق مطالعہ اور قابل تحسین ہے، شیخ الاسلام حضرت شاہ محمد انوار اللہ الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نظامیہ کے صد سالہ عرس کے موقع پر اس کو شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر اور قاری کا شرح صدر فرمائے۔ آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ فقط

مخلص

محمد عظیم الدین غفرلہ

مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآباد

المرقوم 25 فروری 2015ء

Marfat.com

تقریظ

مفکر الاسلام زین الفقہاء حضرت علامہ

مفتی خلیل احمد

دامت برکاتہم العالیہ

(شیخ الجامعہ، جامعہ نظامیہ، رکن معزز آل انڈیا ج ورکن مسلم پرسنل لاء بورڈ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاهرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبهم وتبعهم باحسان اجمعین الی یوم الدین۔ امابعد!

حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کے حالات اور سیرت پر مختلف کتابوں میں تذکرہ ملتے ہیں، اس مضمون کو ایک مستقل عنوان کے طور پر علیحدہ تصنیف کی شکل میں پیش نہیں کیا گیا۔

سابق میں حضرات ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کے ایمان کے بارے میں بحثیں کی گئیں، علمائے اہل سنت وجماعت کی اکثریت ان حضرات کے ایمان کی قائل رہی ہیں۔

عزیزم مولوی سید صادق انواری اشرفی قادری کامل جامعہ نظامیہ نے اس موضوع پر

Marfat.com

قلم اٹھایا اور تمام منتشر مضامین کو یکجا کیا اور تمام مباحث کو ایک دوسرے سے مربوط کیا، جس سے پڑھنے والے کو اس ایک کتاب میں تفصیلی مواد مل جاتا ہے اور علمائے اہل سنت نے جن دلائل سے اس اہم مسئلہ کو واضح کیا تھا وہ تمام دلائل یکجا مل جاتے ہیں۔عزیزم مولوی سید صادق انواری کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ذوق علم میں اضافہ فرمائے۔ یہ کتاب تاریخ وسیرت کا مرقع اور عقیدۂ اہل سنت کا اظہار ہے، دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمت قبول فرمائے اور یہ کتاب مقبول خاص وعام ہو۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقط
مفتی خلیل احمد
شیخ الجامعہ، جامعہ نظامیہ حیدرآباد
المرقوم 2 مارچ 2015ء

Marfat.com

تقریظ

حضرت علامہ مولانا پروفیسر

سید عطاء اللہ الحسینی قادری

الملتانی حفظہ اللہ

(مولوی فاضل جامعہ نظامیہ حیدرآباد، سابق صدر شعبہ معارف اسلامیہ گورنمنٹ جامعہ ملیہ ڈگری کالج۔ ملیر کراچی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری مدظلہٗ کامل جامعہ نظامیہ کی مرتبہ کتاب ''سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کو وقت کی تنگی کے باعث بالاستیعاب تو نہ پڑھ سکا لیکن چیدہ چیدہ مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ یہ مولانا کی ایک عمدہ کاوش ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت شاقہ کو قبول فرمائے، اک طویل عرصے سے اس موضوع پر خلاء محسوس ہورہا تھا جس کو اب مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری نے پُر کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن وحدیث کے حوالے کتاب کو مستند بنارہے ہیں۔

اس موضوع پر مواد متفرق کتابوں میں اگرچہ موجود ہے لیکن مجتمع حالت میں شاید پہلی دفعہ سامنے آیا ہے۔ کتاب میں سلف صالحین اور بالخصوص بانی جامعہ نظامیہ شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں کے حوالے موجود ہیں جو زیر نظر کتاب سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازحد وقیع بنارہے ہیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کتاب کو مقبول خاص وعام بنائے اور اس کے مولف کو مزید موضوعات پر اپنے رشحات قلم پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

احقر العباد۔۔۔ سید عطاء اللہ الحسینی

المرقوم: 28 فروری 2015ء

Marfat.com

ہدیۂ عقیدت

میں ناچیز اپنی اس پہلی کاوش کو علم وحکمت اور تعلیم وتربیت کی قابل افتخار 144 سالہ قدیم وعظیم دینی وروحانی درسگاہ مادر علمی، مرکز اہل سنت وجماعت، مسلک حنفیہ کا نقیب اور از ہر ہند جامعہ نظامیہ حیدر آباد جو کہ عالمی سطح پر اہل سنت وجماعت کا باوقار دینی، علمی، فکری، سنی، حنفی نظریات اور تعلیمات حضور شیخ الاسلام مصنف انوار احمدی عارف باللہ حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان (المتوفی 29 جمادی الاول 1336ھ) کا ترجمان ہے، جس کے بانی کا صد سالہ عرس مقدس مارچ 2015ء میں بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منایا جارہا ہے۔

دکن کی اس عظیم شخصیت کی خدمت عالیہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کے علمی وروحانی فیض سے فقیر نے اس کتاب کو تالیف کیا۔

مزید دعا گو ہوں کہ فیضان انوار اللہی کی رحمتیں وبرکتیں زندگی کے ہر موڑ پر نچھاور ہوتی رہیں۔ آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰسین ﷺ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر العباد

سید صادق انواری اشرفی قادری عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

ذرے ذرے سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے
میرے معبود! تری پردہ نشینی ہے عجیب

دور اتنا کہ تخیل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگِ جاں سے قریب

مرشدی ومولائی حضور شیخ الاسلام
علامہ مفتی سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی مدظلہ

Marfat.com

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہے وہ خوش بخت جو دربار مدینہ دیکھا
ہر گلی کوچہ جنت کا نمونہ دیکھا

یہ فضائیں ہیں، گھٹائیں ہیں کہ زلف احمد
سورۂ و اللیل کی آیت کا سنورنا دیکھا

قد و قامت پہ ہے شرمندہ وہ شجر طوبیٰ
سینۂ پاک کو اقراء کا دفینہ دیکھا

کتنی خوش بخت ہیں آنکھیں تری اے بینا
جس نے سرکار کا کوچے میں چلنا دیکھا

Marfat.com

جالیاں تھام کے کہنے لگے سارے زائر
سنگ در دیکھا یا فردوس کا زینہ دیکھا

زندگی اس کی بن جائے گی مثل جنت
جس نے سرکار کی سیرت کا قرینہ دیکھا

زندگی ہو گی ای وقت مری شاد انجمؔ
آ کے سرکار دمِ نزع میں مرنا دیکھا

حوالہ: ارمغان عرش۔ صفحہ (11) از عالی جناب مرحوم سید معین الدین انجم علوی رحمۃ اللہ علیہ (مولف کے ماموں)۔ مقام اشاعت بزم فردوس ادب یوسفیہ بازار کپل کرناٹک

Marfat.com

منقبت

در شان والد مصطفیٰ ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

خدائے پاک کے حامد ہیں پیارے عبداللہ
بڑے ہی عابد و زاہد ہیں پیارے عبداللہ

شک ان کے ایماں پہ کرنے سے پہلے یاد رکھو
مرے رسول کے والد ہیں پیارے عبداللہ

خدا نے بھیج کے نورِ نبی کو آپ کے گھر
بتا دیا ہمیں راشد ہیں پیارے عبداللہ

عیاں ہے نام سے اے صاحب خرد پڑھ لے
خدا کے عبد ہیں عابد ہیں پیارے عبداللہ

ہوئی ہے آپ سے ظاہر دعائے ابراہیم
زبان حال ہے شاہد ہیں پیارے عبداللہ

۱۴۱۲۳۳۸

Marfat.com

کیا ہے حق نے انہیں ساجدوں میں جب داخل
پتہ چلا ہمیں ساجد ہیں پیارے عبداللہ

رہے زمانہ فترت میں شرک سے محفوظ
ہے حق، کہوں جو مجاہد ہیں پیارے عبداللہ

نبی کو پا کے بھی، تھا تُو ابولہب کافر
قسم خدا کی، تری ضد ہیں پیارے عبداللہ

نبی کے صدقے میں کیا کیا عنایتیں نہ ہوئیں
ہو چشم عدل تو شاہد ہیں پیارے عبداللہ

کرے گا کیوں نہ بھلا قیسؔ آپ کی تعریف
تمام وصف محامد ہیں پیارے عبداللہ

خلیفہ حضور شیخ الاسلام
علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
مولانا سید محمد محی الدین شاہ
قیسؔ اشرفی عالم جامعہ نظامیہ۔
ہمن بلی ضلع ہاویری کرناٹک

Marfat.com

منقبت در شان والدۂ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

مطلعِ خورشیدِ ایماں آمنہ
منبعِ انوارِ عرفاں آمنہ

خلق میں شمعِ فرزواں آمنہ
رونقِ دل راحتِ جاں آمنہ

تیرگی اب مٹ گئی تیرے طفیل
ہو گئی صبحِ درخشاں آمنہ

گود تیری خُلد سے ہے محترم
مصطفیٰ کی جو بنیں ماں آمنہ

تیرے ہی لختِ جگر کا ہے طفیل
ہو گئے ہم جو مسلماں آمنہ

Marfat.com

مرتبہ تیرا کوئی سمجھے گا کیا
نورِ حق تھا تجھ میں پنہاں آمنہ

تم جو آئیں مصطفی بھی آ گئے
ہو گیا عالم درخشاں آمنہ

دیکھ کر شمسُ الضحیٰ کو تیرے گھر
ہے نگاہِ کفر حیراں آمنہ

سر پہ تیرے نام کی چادر رہے
قیسؔ کے دل کا ہے ارماں آمنہ

خلیفہ حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
مولانا سید محمد محی الدین شاہ قیسؔ اشرفی عالم جامعہ نظامیہ
ہمن ہلی ضلع باویری کرناٹک

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار خیال

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید شاہ چشتی قادری

کامل الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد وصدر مدرس دارالعلوم دینیہ بارگاہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ
وخطیب مسجد عالمگیر بارگاہ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان سے متعلق عزیز القدر مولانا سید صادق انواری چشتی وقادری کامل جامعہ نظامیہ نے ایک کتاب ترتیب دی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اور والدین کریمین کے ایمان سے متعلق اقوال مفسرین، محدثین اور اقوال سلف کو بطور حوالہ وسند پیش کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ والدین کریمین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے متعلق اس آیت کریمہ کو بطور حوالہ پیش کیا جائے تو بے جا نہیں ہوگا، بلکہ والدین کریمین کے ایمان پر ایک واضح دلیل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك۔

''اے پروردگار ہمیں اپنا فرمانبردار بنائے رکھ اور ہماری نسل پاک میں ہمیشہ ایسے نسب کو جاری رکھ جس میں ایک طبقہ اسلام پر قائم رہے۔''

Marfat.com

اگر ہم قرآن حکیم کی آیات پر غور کریں تو ایسی کتنی ہی آیات ہیں جو حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کو ثابت کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں صرف ایک آیت کو پیش کیا گیا ہے۔

جناب مولانا سید صادق صاحب قابلِ مبارکباد ہیں کہ انہوں نے سیرت والدین کریمین پر ایک مبسوط اور مدلل کتاب تالیف کی ہے نیز والدین کریمین کے ایمان پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں علماء اور فقہاء کے اقوال کو مدلل پیش کیا ہے۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت ﷺ سے نسبت رکھنے والے عنوانات پر تحریر کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ کسی کے علمی اور روحانی فیضان کے ذریعہ تائید غیبی حاصل نہ ہو۔ بہرحال موصوف قابلِ ستائش ہیں اور بڑی مسرت کی بات ہے کہ اس اہم موضوع پر مدلل کتاب تحریر کی ہے۔

تالیف یعنی ''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ'' بلالحاظ خاص و عام سب کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ میں آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تصنیف کو قبولِ عام و خاص فرمائے اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں موصوف کی ان علمی کاوشوں کو شرف قبولیت عطا کرے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وازواجہ واصحابہ وبارک وسلم والحمدللہ رب العالمین۔

از: سید عبدالرشید کامل الفقہ
جامعہ نظامیہ حیدرآباد
صدر مدرس دارالعلوم دینیہ
بارگاہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف

Marfat.com

ایک نظر صاحب کتاب پر

یوں تو اس کائنات ارض وسماء میں کئی انسان پیدا ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ (علم دین) عطا فرماتا ہے:

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین (بخاری شریف۔کتاب العلم)

انہیں صاحبان علوم میں مصنف کتاب ہذا ''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ'' مولانا سید صادق انواری اشرفی صاحب کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا شمار بھی ہوتا ہے۔ موصوف سے بارہا اصرار پر احقر کو کچھ احوال زندگی کے متعلق معلومات سے آگاہی فرمائی جس کو نوک قلم لایا گیا ہے۔

موصوف کی پیدائش یکم جون 1974ء نانا الحاج سید مظفر الدین علوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کپل (کرناٹک) میں ہوئی۔ وطن مالوف سرگپہ ضلع بلہاری کرناٹک اردو پرائمری اسکول میں چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد غالباً 1980ء کے آس پاس مصنف خطبات حسنہ وانوار میلاد النبی ﷺ حضرت مولانا حافظ محمد رفیق انواری امام وخطیب جامع مسجد اندرون قلعہ رائے چور نے جو کہ شہر سرگپہ ہی کے رہنے والے ہیں نے جب حفظ قرآن مجید کی تکمیل فرمائی تو موصوف کے والد (جناب سید میراں صاحب مرحوم) کو بھی خواہش ہوئی کہ اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو دینی تعلیم سے آراستہ کرائیں۔ پھر قدرت کی کرنی ایسی ہوئی کہ موصوف کے والد محترم کا بہت جلد انتقال ہوگیا۔ موصوف کی والدہ (سیدہ شہزادی بیگم صاحبہ مرحومہ) کی بہتر نگہداشت اور بڑے بھائی الحاج سید عالم باشاہ اشرفی صاحب اور دیگر بھائیوں کے قدم قدم پر ساتھ نے والد مرحوم کی خواہش میں کوئی

Marfat.com

رکاوٹ آنے نہیں دی۔

موصوف کو ان کے پھوپھا حضرت سید شاہ قادر باشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ مقیم تنگھبدرا (منترالیام روڈ) جو کہ شہزادۂ غوث اعظم حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (مکندہ گدہ تعلقہ سندھنور) کے خاندان سے ہیں۔ ان کے حوالے کیا گیا آپ نے اپنے تین صاحبزادوں اور دیگر مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (طالب علموں) کے ساتھ موصوف کو بھی ابتدائی دینی تعلیم کے لئے 1983ء میں جامعہ الٰہیات نوریہ بنڈلہ گوڑہ حیدرآباد میں داخل فرمایا۔ شعبہ ناظرہ میں داخلہ لے کر ثانیہ تک کی تعلیم مکمل کی، رابعہ تک میں ترقی دی گئی۔

بعدازاں نہ صرف ریاست کرناٹک بلکہ ہندوستان کی مشہور ہستی جن کا بانیان اردو میں شمار ہوتا ہے، سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگ صوفی زمانہ شہباز دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کا مشہور و معروف دینی ادارہ دارالعلوم دینیہ بارگاہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف ملحقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں داخلہ لے کر پانچ سال تک حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید صاحب قادری چشتی قبلہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن الدین قادری صاحب مفتی جامعۃ المومنات حیدرآباد، حضرت مولانا حافظ و قاری محمد حفیظ اللہ خاں صاحب قبلہ شیموگہ اور حضرت مولانا محمد سراج احمد صاحب قبلہ جیسے قابل اساتذہ کی نگرانی میں جماعت مولوی تک کی تعلیم حاصل کی۔

اس کے بعد موصوف نے اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کے علم وادب کا مرکز اور اشارۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قائم ہونے والی وہ دینی درسگاہ جس سے ہزاروں تشنگان علوم نے اپنی پیاس بجھائی اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت اس علمی سمندر سے سیراب ہوتے رہیں گے، جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا رخ کیا۔

اور وہاں اپنے وقت کے عظیم المرتبت وفقید المثال علمائے دین و ماہرین درس نظامی، سابقہ صدر الشیوخ جامعہ نظامیہ حیدرآباد حضرت علامہ مولانا سید شاہ طاہر رضوی القادری

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ، ماہر منطق و فلسفہ حضرت العلامہ مفتی حافظ محمد ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، فقیہ العصر حضرت العلامہ مفتی حافظ ابراہیم خلیل الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، زین الفقہاء حضرت العلامہ مفتی خلیل احمد صاحب ادام اللہ فیوضھم شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ، مصباح القراء خطیب مکہ مسجد حضرت العلامہ حافظ و قاری محمد عبداللہ قریشی الازہری صاحب دام فضلکم العالی نائب شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ اور عمدۃ المحدثین حضرت العلام محمد خواجہ شریف صاحب قبلہ مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد جیسی عظیم ہستیوں سے استفادہ کرنے اور زانوئے ادب طے کرنے کا موقع ملا۔

اور آپ کے ہم درس ساتھیوں میں خاص طور پر مولانا مفتی حافظ سید صغیر احمد نقشبندی نائب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، مولانا حافظ سید رئیس الدین قادری ملتانی دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد، مولانا شیخ نصرت حسین زبیر بانی انوار الحسنات اسکول، مولانا حافظ محمد مستان علی قادری ناظم جامعۃ المومنات حیدرآباد اور مولانا پیرزادہ سید سراج الدین معینی دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف وغیرہ شامل ہیں۔

عالم فاضل کے بعد 1997ء تخصص فی الحدیث (کامل الحدیث) میں بدرجہ اول کامیابی پاکر فراغت حاصل کی۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ موصوف نے عصری (دنیاوی) علوم میں بھی جیسے اردو فاضل (ادارہ ادبیات اردو پنجہ گٹہ حیدرآباد) ادیب کامل (جامعہ اردو علی گڑھ) اور ایم اے M.A اردو میسور اوپن یونیورسٹی سے بھی اسناد کیں۔

اور تعلیم سے فراغت کے فوری بعد بے جاپور ڈسٹرکٹ مائناریٹی نیشنل ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے ادارے نور النبی عربک اسکول بیجاپور (منظور شدہ حکومت کرناٹک) میں جون 1997ء سے تاحال فوقانیہ کے عربی ٹیچر ہیں۔

اس کے علاوہ گرمائی تعطیلات میں حضرت میر عالم نواز درگاہ ہاسپیٹ وسرگپہ ضلع بلہاری کرناٹک میں عصری تعلیم کے نوجوانوں کے لئے دینی سمر کیمپ کی خدمات اور خصوصیت کے ساتھ ضلعی سطح پر سرکاری وغیر سرکاری طور پر منعقدہ نعتیہ مقابلہ جات میں

Marfat.com

منصفانہ خدمات انجام دیتے ہیں، موصوف اس وقت شہر بیجاپور کی علمی شخصیتوں میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں اور تنظیم اہل سنت وجماعت بیجاپور کے نائب صدر بھی ہیں۔ شہر بیجاپور کی قدیم وعظیم پرانی جامع مسجد لنگر بازار میں تقریباً پندرہ سال سے فی سبیل اللہ فریضۂ خطابت انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی قلمی خدمات کا دور زمانۂ طالب علمی سے جاری ہیں۔ سب سے پہلا مضمون 1994ء میں مجلہ انوار نظامیہ میں ''امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شخصیت'' زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ اس کے علاوہ روزنامہ سیاست، منصف، اعتماد، راہنمائے دکن (حیدرآباد)، روزنامہ سالار، سیاست، راشٹریہ سہارا (بنگلور) روزنامہ کے۔ بی۔ ین ٹائمس۔ انقلاب دکن (گلبرگہ) اور مسلم ٹائمز ممبئی کے علاوہ انوار نظامیہ حیدرآباد، دو ماہی مسلک ممبئی، ماہنامہ کنز الایمان دہلی میں کئی مضامین طبع ہوکر اہل علم کی نگاہوں سے گزرے، اس کے علاوہ موصوف نے تصوف وشخصیات پر مختلف سیمیناروں اور ورک شاپس میں مقالات بھی پیش کئے۔

عنقریب مصنف کتاب ہذا کی ایک اور تصنیف بنام ''گلستان انوار'' شیخ الاسلام فرزند عاشق رسول اللہ خلیفۂ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، عارف باللہ حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ والرضوان (بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد) کے صد (100) سالہ عرس شریف منعقدہ مارچ 2015 میں شائع ہونے والی ہے، جس میں موجودہ فارغین جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے مختصر احوال ہوں گے جو تقریباً پانچ سو (500) صفحات پر مشتمل ہوگی۔

موصوف نے مفسر قرآن، حضور شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، علامہ مفتی سید شاہ محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی جانشین حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف کے دست حق پرست پر 2006ء میں بیعت کی اور حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید چشتی

Marfat.com

القادری مدظلہ صدر مدرس دارالعلوم دینیہ بارگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف نے 2011 میں سلسلہ قادریہ چشتیہ میں خلافت عطا فرمائے اور پھر حضور شیخ الاسلام و المسلمین نے اپریل 2014 کو سلسلہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔

کتابوں سے خاص دلچسپی، سادہ اور خوش مزاج طبیعت، تنقید برائے تنقید کی بجائے تنقید برائے اصلاح کا پہلو اپنانے اور ملنسار طبیعت کی وجہ سے حلقۂ علماء و مشائخ میں موصوف کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کتاب ''سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ملت اسلامیہ کے ذہنوں میں موجود شکوک و شبہات کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احقر

حافظ جی محمد رکن الدین (لقمان)

کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد

امام وخطیب جامع مسجد سرگپہ ضلع بلہاری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جہان فانی میں اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تا کہ وہ آزمائیں، ارشاد باری ہے:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (الملک، ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کو پیدا فرمایا تا کہ آزمائیں کہ تم میں بہترین عمل والا کون ہے۔

ایمان، حسن عمل اور فضل خداوندی پر ہی جنت کی عطا موقوف ہے۔ سوعمل کی بناء پر جہنم تو ہے لیکن رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کے پاس ایمان ہو تو جہنم میں جانے کے باوجود شفاعت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت جنتی ہے، کسی بندے کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو جہنمی کہے بلکہ خیر کی تمنا رکھتے ہوئے مومن ومسلمان کے حق میں جنت کی امید رکھی جاسکتی ہے اور ان کے لئے دعا بھی کرسکتا ہے، لیکن کسی بھی کافر کے حق میں مغفرت وحصول جنت کی دعا نہیں کی جاسکتی۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی وہ شان ہے کہ کسی کو بھی اس کی زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری وبشارت دیں اور انہوں نے بشارت عطا فرمائی بھی ہے۔

آج کے زمانے میں لوگ اپنے ایمان وعمل کی فکر کئے بغیر اسلاف کی خامیوں کی تلاش میں اپنے ذہنی رجحان کو خرچ کررہے ہیں حتیٰ کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کی شان اقدس میں کم علمی اور بلاتحقیق کے گستاخی کرتے ہوئے ان کو جہنمی تصور کررہے ہیں۔ نعوذ

Marfat.com

باللہ من ذٰلک

اگر فرعون کے ایمان وکفر کی بات ہوتی تو ہم یہ کہہ کر گزر جاتے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے فرشتے تم سے اس بارے میں سوال نہیں کریں گے جاؤ مومن تو ہو اچھے عمل میں مصروف رہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان کا تعلق عمل سے نہیں عقیدہ سے ہے، عمل میں کمی بیشی ہر ایک سے ممکن ہے لیکن عقیدے کی حفاظت اور درستگی ضروری ہے۔

اگر کسی کم علم سے ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوال کیا جائے تو فوراً جواب نہ دے بلکہ کچھ وقت لے کر پوری تحقیق کر کے جواب دے یا سائل سے معذرت کر لے کہ اس معاملہ میں میری علمی تحقیق کم ہے، اس مسئلہ سے متعلق کافی وشافی علم رکھنے والوں کے پاس اس سائل کی رہبری کر دے تو اس میں اپنی اور تمام کے ایمان کی حفاظت بھی باقی رہتی ہے اور مرتبہ میں بھی بلندی رہتی ہے۔ ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ بالکل اہم ہونے کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک رسالہ بعنوان ''والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' مرتب کروں جس کو والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی اور ان کے ایمان اور جنتی ہونے پر آیات قرآنی، احادیث نبویؐ اور تصانیف علماء وصالحین سے دلائل و براہین اخذ کر کے ترتیب دیا گیا ہو، حقیر فقیر سراپا پُر تقصیر میں اتنی طاقت کہاں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مستقل کتابیں راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔

1- امھات النبی رضی اللہ عنہن۔ مصنف: امام ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

2- مسالك الحنفاء فی والدی المصطفیٰ۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

3- الدرج المنیفة فی الآباء الشریفة۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

4- المقامة السندسية فی النسبة المصطفوية۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

5- التعظیم والمنة فی ان ابوی رسول الله فی الجنة۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

6- نشر العلمین المنفین فی احیاء الابوین الشریفین۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

7- السبل الجلیة فی الاباء العلیة۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

8- هدية الغبی الی السلام آباء النبی۔ مصنف: مولانا سید محمد عبد الغفار قادری رحمۃ اللہ علیہ

9- نور الهدیٰ فی آباء المصطفیٰ۔ مصنف: حضرت مولانا علی احمد چشتی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

10- شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام۔ مصنف: حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

11- نور العینین فی آباء سید الکونین۔ مصنف: مولانا حافظ محمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

12- تنویر الکلام باثبات اسلام آبائه الکرام۔ مصنف: مولانا محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل رحمۃ اللہ علیہ

13- ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقالات شیخ محمد علوی مالکی۔ مصنف: مفتی محمد خان قادری لاہور

14- ایمان سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ۔ مصنف: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ضیاء پبلی کیشنز

15- والدین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مصنف: علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی لاہور پاکستان

16- سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین مکرم۔ مصنف: علی اصغر چودھری مکتبہ الحسنات دہلی

17- قبر آمنہ (رضی اللہ عنہا)۔ مصنف: علامہ فیض احمد اویسی صاحب قبلہ

Marfat.com

18- ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ۔ مصنف: علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب قبلہ

19- کنز الایمان لاہور۔ حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا نمبر مئی 1999ء والدین مصطفیٰ ﷺ پر مستقل کتب جن کے اسماء مع مصنفین درج ہیں۔

20- حدیقة الصفاء فی والدی المصطفیٰ ﷺ۔ امام سید زبیدی صاحب القاموس

21- الانتصار لوالدی النبی المختار۔ امام سید مرتضیٰ زبیدی صاحب القاموس

22- سدادالدین فی اثبات النجاة والدرجات للوالدین۔ امام سید محمد رسول برزنجی المتوفی 1103ھ۔

23- اثبات النجاة والایمان لوالدی سیدالاکوان۔ علامہ آفندی داغستانی رحمۃ اللہ علیہ

24- تقدیس آباء النبی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر مظہری

25- مولانا حضور کے آباؤ اجداد کا مذہب۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

26- والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں اظہار حقیقت۔ شیخ محمد علوی مالکی مکی

27- تنبیہ العقول فی اسلام آباء الرسول۔ علامہ قاضی ارتضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ

28- رسالة فی ابوی النبی ﷺ۔ علامہ محمد شاہ چلپی قاضی حلب (المتوفی: 926ھ)

29- انباء المصطفیٰ ﷺ فی حق آباء المصطفیٰ ﷺ۔ امام ابن الخطب (المتوفی: 940ھ)

30- فی اسلام والدی النبی ﷺ۔ شیخ ابن الملاحلبی (المتوفی: 1010ھ)

31- هدیة الکرام فی حق آباء المصطفیٰ ﷺ۔ شیخ یوسف بن عبداللہ قاضی موصل (المتوفی: 1073ھ)

32- انباء المصطفیٰ فی حق آباء المصطفیٰ ﷺ۔ شیخ محمد بن قاسم رومی

Marfat.com

(المتوفی:940ھ)

33- تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفیٰ فی الدارین الناجین۔ مصنف: شیخ نورالدین علی ابن الجزار مصری۔

34- تحفة الصفا فی مایتعلق بابوی المصطفیٰ ﷺ۔ شیخ احمد اسماعیل الجزائری (المتوفی:1150ھ)

35- الرد علی من فتحم القدح فی الابوین المکرمین۔ امام حسن بن عبداللہ حلبی (المتوفی:1190ھ)

36- قرة العینین فی ایمان الوالدین۔ امام حسین بن احمد دوانجی (المتوفی:1175ھ)

37- رسالہ فی ابوی المصطفیٰ۔ علامہ داؤد بن سلیمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:1299ھ)

38- رسالہ فی ابوی النبی۔ شیخ علی بن حاج شماضی رحمۃ اللہ علیہ

39- مطالع النوری المنبئی عن طھارة النسب العربی۔ امام عبداللہ بسنوی رومی (المتوفی:1045ھ)

40- القول الجلی بنجاة ابوی النبی ﷺ المعروف المطالع النور السنی۔ شیخ عبداللہ بسنوی (المتوفی:1054ھ)

41- سبل السلام فی حکم آباء سید الانام۔ شیخ محمد امین حنفی مدنی

42- ارشاد البغی الی اسلام آباء النبی۔ مولانا برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

43- الدر الیتیم فی ایمان آباء النبی الکریم۔ علامہ حافظ شاہ علی انور قلندر رحمۃ اللہ علیہ

44- غایة الوصول فی نجاة ابوی الرسول۔ شیخ عمران احمد مصری

Marfat.com

45- رسالہ علی ابوی النبی۔ شیخ ابن کمال پاشا

46- درج البھیۃ فی ایمان الآباء والامھات المصطفویۃ۔ مولانا خیرالدین ہلوی (والد ابوالکلام آزاد)

47- والدین مصطفیٰ حالات وایمان۔ مولانا محمد یٰسین قصوری

48- رسالۃ فی ابوی نبی ﷺ۔ محمد شاہ بن محمد الغفاری زین الدین الحنفی المعروف چلپی قاضی حلب (المتوفی:926ھ)

49- ابوین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علامہ فیض احمد اویسی

50- فضائل سیدہ آمنہ۔ علامہ فیض احمد اویسی

51- البدرین فی آباء سید الکونین ﷺ۔ مولانا حبیب الرحیم فاروقی

52- القول المنقول فی نجاۃ ابوی الرسول۔ مولانا جان محمد محمود پوری

53- سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا۔ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف جلالی

54- تاکید الادلۃ علی نجاۃ والدی النبی ﷺ من النار۔ شیخ محمد نور سوید

55- ذخیرۃ العابدین وارغام المعاندین فی نجاۃ الوالدین المکرمین لسید المرسلین ﷺ۔ محمد بن یوسف بن یعقوب

56- نجات والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلائل کی روشنی میں۔ مولانا قمر عالم اشرفی جامعی جمعیۃ الاشرف اسٹوڈنٹس موومنٹ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ مقدسہ۔

57- سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولانا صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، ایم۔اے۔اردو۔ میسور یونیورسٹی مدرس نور النبی عربک اسکول بیجاپور کی کتاب کا اس موضوع میں مزید اضافہ ہے جو عام فہم انداز میں پیش ہے۔ امید ہے کہ اہل علم اس کتاب کی خامیوں اور غلطیوں کو درگزر فرما کر مطلع فرمائیں گے تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔

Marfat.com

سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت وافادیت

☆ اس عنوان کے تحت علمائے کرام کے لئے قرآن، حدیث اقوال مفسرین ومحدثین و فقہاء کے علاوہ مذکورہ کتب کے اسماء پیش کئے گئے ہیں، لیکن مذکورہ کتابوں تک عوام الناس میں رسائی نہیں ہے اس لئے یہ کتاب عوام الناس کے استفادہ کے لئے تالیف کی گئی ہے۔ اسی لئے یہ کتاب سہل انداز اور آسان زبان میں ہے۔

☆ اس دور میں مذکورہ عنوان پر پاکستان کے علماء نے کافی کام کیا لیکن ہندوستان میں صرف حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کے تراجم دستیاب تھے۔ فی الحال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام'' اور علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی کی قبر آمنہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی مستقل کتاب دستیاب نہیں تھی، اس کتاب کی تالیف کے دوران مولانا قمر عالم اشرفی جامعی کی کتاب ''نجات والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلائل کی روشنی میں'' آئی جس کا سرورق نظر نواز ہوا۔

سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت:

☆ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نجات، ایمان اور جنتی ہونے پر بحث کی گئی ہے، لیکن سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان مباحث کے علاوہ ان دونوں کی سیرت کے پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں تمام کے نام مع اسمِ مصنف درج

Marfat.com

کئے گئے ہیں۔

☆ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فقہ اکبر کے عنوان سے بحث کو شامل کیا گیا ہے۔

☆ حضرت شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکستان میں مطبوعہ انوار احمدی سے متن انوار احمدی کے اشعار کو مناسب جگہ درج کیا گیا ہے۔

☆ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا حافظ محمد علی لاہور رحمۃ اللہ علیہ۔ علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب قبلہ۔ علامہ فیض احمد اویسی صاحب قبلہ اور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ضیاء کی کتب وتراجم سے کافی استفادہ کیا گیا ہے۔

نوٹ: علامہ محمد خان قادری صاحب قبلہ لاہور کی اطلاع کے بموجب حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ بنام ادلة معتقد ابی حنیفة الاعظم فی ابوی الرسول والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے موقف پر دلائل کے تفصیلی رد کے لئے امام سید محمد رسول مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''سداد الدین'' کا مطالعہ نہایت مفید ہے جو مدینہ سے شائع ہو چکی ہے۔

کلماتِ تشکر:

''سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے مشمولات کو مفید سے مفید تر بنانے میں جن ائمہ ومحدثین کرام وعلمائے دین کی تصانیف سے استفادہ کیا گیا ہے اور جن اساتذۂ ذوی الاحترام نے اپنے مصروف ترین زندگی میں اپنے قیمتی وقت کو صرف کر کے اپنی گرانقدر تقاریظ واظہار خیال عطا فرمائے اور جن علمائے کرام ومحبین نے نمایاں مشوروں سے نوازا ہے اور جن حضرات نے کمپیوٹر کتابت، پروف ریڈنگ، کمپوزنگ اور طباعت میں اپنی محنتیں صرف کی ہیں، تمام مخلص حضرات کا اور خاص طور پر فقیہ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین صاحب قبلہ نقشبندی صدر مفتی دارالافتاء جامعہ نظامیہ، استاذ محترم زین الفقہاء حضرت علامہ مفتی خلیل احمد قبلہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ، ممتاز عالم دین حضرت پروفیسر ڈاکٹر

Marfat.com

سید شاہ عطاء اللہ حسینی قدسی قبلہ کراچی پاکستان، استاذی و مرشدی حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید شاہ چشتی القادری کامل الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد صدر مدرس دارالعلوم دینیہ بارگاہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ وخطیب مسجد عالمگیر بارگاہ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اپنی قیمتی تقاریر واظہار خیال عطا فرما کر میری ہمت افزائی فرمائی ہے، عمدۃ المحدثین حضرت علامہ محمد خواجہ شریف صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، حضرت مولانا سید شاہ عزیز اللہ قادری صاحب قبلہ شیخ المعقولات جامعہ نظامیہ حضرت مولانا شاہ محمد فصیح الدین نظامی صاحب قبلہ مہتمم کتب خانہ جامعہ نظامیہ نے چند مضامین پر اصلاح فرمائی اور مولانا مفتی حافظ سید صغیر احمد نقشبندی صاحب نائب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ نے کتاب کے تقریباً ہر حصہ پر نظر ثانی فرمائی، مولانا حافظ سید شاہ ضیاء الدین نقشبندی صاحب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ اور مولانا حافظ محمد حنیف قادری صاحب نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ مولانا حافظ جی محمد رکن الدین (لقمان) کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد امام وخطیب جامع مسجد سرگپہ ضلع بلہاری نے اپنی خواہش کے مطابق ایک نظر صاحب کتاب پر شامل کرنے کی گزارش کی اور روانہ فرمایا۔ طباعت کے مراحل میں مولانا محمد عبدالقدیر صاحب مددگار منتظم شعبۂ تدریس جامعہ نظامیہ اور مولانا محمد انوار اللہ نقشبندی صاحب نے مدد فرمائی، احقر نورالنبی عربک سکول بیجاپور میں فوقانیہ کا عربی مدرس ہے اور یہ سکول بی۔ڈی۔ایم۔این۔ ایجوکیشن سوسائٹی بیجاپور کے تحت چلتا ہے، اس کے چیئرمین جناب الحاج عبدالوہاب سوداگر صاحب اور سیکرٹری جناب الحاج محمد عرفان سوداگر صاحب، مذکورہ تمام حضرات کا بے حد شکرگزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور ان کو دنیا میں شاد وآباد اور آخرت میں کامیاب فرما کر اپنے خاص وپسندیدہ بندوں میں شامل رکھے، آمین۔

احقر العباد

سید صادق انواری اشرفی قادری عفی عنہ

Marfat.com

نسب کی تعریف

نسب:

اصل، نسل اور سلسلۂ خاندان کو کہتے ہیں۔اس کی جمع انساب ہے۔خاندان کے شجرہ کو نسب نامہ یا کرسی نامہ کہتے ہیں۔(فیروز اللغات اردو۔ص1358۔ازمولوی فیروز الدین صاحب)

قرابت داریوں کے روشن سلسلے کونسبی سلسلہ کہا جاتا ہے۔نسل ونسب کا یہ تسلسل ہر جاندار میں قدرت کی جانب سے ودیعت ہے اس میں انسان کی کوئی تخصیص نہیں لیکن لفظ نسب صرف انسانوں کے نسلی سلسلے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ہم سب کے جداعلیٰ حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں۔حدیث پاک میں تواضع کی تلقین کرتے ہوئے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:

الناس بنو آدم و آدم من تراب۔

''تم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولادہواور حضرت آدم خاک کی پیداوار ہیں۔''

(جامع ترمذی۔ابواب تفسیر القرآن باب من سورۃ الحجرات)

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الحجرات آیت 13)

ترجمہ: اے لوگو! بلاشبہ ہم نے پیدا فرمایا تم سب کوایک مرد اور ایک عورت سے اور بنادیا تمہیں کئی شاخیں اور کئی قبیلے تاکہ باہم پہچان رکھو۔بے شک تمہارا زیادہ عزت والا

Marfat.com

اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے، بے شک اللہ علم والا خبردار ہے۔ (سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی جلد ششم۔ص 91)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ (سورۃ الفرقان۔آیت 54)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا پانی سے بشر کو، پھر کر دیا اسے نسل والا اور سسرال والا اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

تفسیر: (اور) واضح کیا جارہا ہے کہ (وہی ہے جس نے پیدا فرمایا پانی سے بشر کو) یعنی آدم علیہ السلام کو۔ پانی سے ان کی مٹی کا خمیر کیا چنانچہ وہ پانی ان کے مادہ کا ایک جز ہے یا یہ کہ پیدا کیا آدمی کو آب منی سے (پھر کر دیا اسے نسل والا اور سسرال والا)

صہر اور نسب میں فرق یہ ہے کہ نسب کا رجوع آباء کی جہت سے ولادت قریبہ کی طرف یعنی باپ کی طرف ہوتا ہے اور صہر اُوہ رشتہ ہے جو تزویج اور نکاح کی وجہ سے وجود میں آتا ہے یعنی سسرالی رشتے۔ (اور تمہارا رب قدرت والا ہے) یعنی لڑکے اور لڑکیاں پیدا کرنے پر قادر ہے۔

(سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی جلد چہارم،ص 380۔از شیخ الاسلام حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی)

نسب کی حقیقت واہمیت:

علم الانساب ایک فضیلت والا علم ہے۔اس کی حقیقت کا انکار کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے اور ویسے بھی عرب کی قوم ایسی قوم تھی جو اپنے آباء واجداد پر فخر کرتی تھی اور ان کی شرافت و بزرگی کے تذکرے کرتی اور حسب ونسب پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاتی تھی۔ ایسے میں ضروری تھا کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے نبی مصطفی جان رحمت ﷺ کو ایسے

Marfat.com

خاندان میں بھیجتا جس کے حسب و نسب پر کوئی طعن نہ ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے ددھیال اور ننھیال عرب کے بہترین قبیلہ، بہترین قوم اور بہترین شاخ میں سے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سارا شجرہ نسب محترم اور نامور شخصیات پر مشتمل ہے۔ وہ سب کے سب اپنے دور میں اپنی قوم کے سردار اور راہنما تھے اور معاشرے میں کلیدی حیثیت رکھتے تھے۔ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے شجرۂ مبارکہ کی ہر کڑی شرافت و عظمت کی پیکر تھی۔ دنیا میں کسی بھی بڑے سے بڑے روحانی و جسمانی پیشوا کا خاندانی سلسلہ اور نسب نامہ اس وضاحت و تحقیق کے ساتھ محفوظ نہیں۔ یہ فضیلت و مرتبہ صرف اسی ذات اقدس ﷺ کو حاصل ہے جسے اللہ رب العزت نے انتخاب در انتخاب کے ذریعے چنا ہے۔

شرف نسب کے ضمن میں دو روایات:

شرف نسب کے ضمن میں صرف دو روایات پیش کی جاتی ہیں۔

1- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نکاح کے ساتھ متولد ہوا نہ کہ غیر شرعی طریقہ پر، میرا (یہ نسبتی تقدس) حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عبداللہ اور آمنہ رضی اللہ عنہما تک برقرار رہا، اور زمانہ جاہلیت کی بدکرداریوں اور آوارگیوں کی ذرا بھر ملاوٹ میرے نسب میں نہیں پائی گئی۔

2- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسالت پناہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے والدین کبھی غیر شرعی طور پر مجتمع نہیں ہوئے اور رب العزت مجھے ہمیشہ ہمیشہ پاک اصلاب (پشتوں) سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل فرماتا رہا جبکہ اس نے مجھے ہر قسم کی نجاست و غلاظت جاہلیت سے مصفیٰ و مہذب رکھا اور جب بھی نسل انسانی دو شعبوں میں منقسم ہوئی یا قبائل و شعوب کی طرف منقلب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے

Marfat.com

سب سے بہتر فرقہ وقبیلہ اور شعبہ وخانوادہ میں ظاہر فرمایا۔

(سیرت الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ص:101 مصنف حضرت امام عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا محمد اشرف سیالوی۔ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی اشاعت باراول فروری 1983ء)

تصوف کی مشہور تصنیف لطائف اشرفی کا باونواں لطیفہ جس کا عنوان نسب نبویؐ ہے جس میں سولہ شرف ہیں، پہلا شرف نسب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے، جس میں حضرت غوث العالم قدوۃ الکبریٰ سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ حضور مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نسب شریفہ سے واقفیت رکھنا بہت افضل ترین کام ہے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ لایعنی اور فضول قصے کہانیاں تو یاد رکھتے ہیں اور ان کے ذکر کو فخر ومباہات کا سبب سمجھتے ہیں لیکن حضرات انبیاء کرام خصوصاً سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات سے واقفیت کو ضروری نہیں خیال کرتے۔ قطعہ:

اگر مذکور گردو از خرافات
ہزاراں باہمہ امثال گویند

''اگر بیہودہ گفتگو ہو رہی ہو، تو ہزاروں باتیں مثالوں کے ساتھ کہیں گے۔''

اگر ذکرے رو داز دین و آثار
بہم آیند قیل و قال گویند

''اگر دین اور اس سے متعلق باتیں ہو رہی ہوں، تو ان میں لایعنی باتیں شروع کردیں گے۔''

(لطائف اشرفی ترجمہ جلد ہفتم صفحہ نمبر 18 باونواں لطیفہ حضرت غوث العالم سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ شائع کردہ دانش بک ڈپو۔ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر یوپی)

نسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

پیارے آقا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب مبارک والد ماجد کی جانب سے درج ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف بن قصی

Marfat.com

بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (قریش) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ الروض الانف جلد اول صفحہ نمبر 33 تا 41۔ از حضرت امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی پاکستان۔ تاریخ اشاعت اگست 2005ء)

یہاں تک تمام ماہرین انساب اور تاریخ نگار متفق ہیں۔ اس کے بعد اختلاف ہے۔ تفصیل کے لئے کتب احادیث، سیر وانساب کا مطالعہ کریں۔ پھر بھی آسانی کے ساتھ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری کی کتاب رحمت للعالمین جلد دوم بھی دیکھ سکتے ہیں۔

پیارے آقا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک والدہ ماجدہ کی جانب سے درج ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ اس سلسلہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے شجرہ میں زہرہ بن کلاب اور والد ماجد کے شجرہ میں قصی بن کلاب دونوں برادر شفیق ہیں۔

(رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد دوم۔ صفحہ نمبر 110۔ تالیف سلیمان سلمان منصور پوری۔ اشاعت جنوری 2006ء مکتب محمودیہ محلہ مبارک شاہ سہارنپور یوپی)

حضرت آمنہ، کلاب بن مرہ سے نسب نبوی میں شامل ہوگئیں اور والدہ کا نام برہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرہ (یہاں یہ بھی نسب نبوی میں شامل ہوگئیں۔)

اور حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی نانی محترمہ کا نام تھا۔ ام حبیب بنت اسعد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ (اس جگہ یہ بھی نسب نبوی میں شامل ہوگئیں۔)

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام تھا: برہ بن عوف بن عبد عویج بن کعب بن لوی۔ ان کا نسب بھی کعب پر جا کر نسب نبوی میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کعب بن لوی جناب کلاب بن مرہ کے دادا کا نام ہے۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص: 346۔ مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

نسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض و جواب:

مستشرق کی تعریف: ایک تعریف یہ کہ مستشرق وہ شخص ہے جو مشرقی زبان، مشرقی علوم اور مشرقی تہذیب کی تعلیم حاصل کیا ہو، دوسری تعریف کے مطابق مستشرق سے مراد وہ مغربی شخص ہے جو اسلامی مشرقی تہذیب و تمدن، مذہب و عقیدہ اور اصول و قوانین میں مہارت حاصل کر لیتا ہے۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ص 274۔ تالیف: مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدآباد)

مستشرقین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہونے کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے لئے وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۝۶ (سورہ یس: 6)

ترجمہ: تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا کو (بڑے عرصے سے) نہیں ڈرایا گیا تو وہ غافل ہیں۔

مستشرقین کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربوں میں بھیجے گئے ہیں، اگر عرب قوم اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی اسماعیل سے ہیں تو یہ آیت غلط ثابت ہوگی جس میں کہا گیا کہ اس قوم کے باپ دادا کو ڈرایا نہیں گیا اور اس قوم میں کوئی نبی نہیں آئے، اس کے علاوہ ان کا یہ کہنا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام حجاز میں نہیں رہا کرتے تھے تو پھر ان کے صاحبزادے کی اولاد حجاز میں کیسے ہو سکتی ہے؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام بابل میں مبعوث ہوئے، وہاں آپ نے نبوت کے فرائض انجام دیئے، جب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تو آپ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو مکہ کی بے آب و گیارہ وادی میں چھوڑ دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام

Marfat.com

کی اولاد جو وہاں آباد ہوئی، اسے ''عرب مستعربہ'' کہتے ہیں، یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام عربوں کی جانب مبعوث ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب قوم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے بھی انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ اوپر ذکر کی گئی آیت کریمہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے کوئی نبی اس قوم کو ڈرانے کے لئے آئے ہی نہیں جیسا کہ اعتراض میں ذکر کیا گیا۔ صحیح مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے طویل مدت قبل کوئی نبی نہیں بھیجے گئے، عرصہ دراز سے اس قوم کی ہدایت کے لئے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

علاوہ ازیں ایک سے زائد مستشرقین اور معتبر مغربی مورخین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بنی اسماعیل سے ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ سب سے بڑی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب فرمایا۔ کنانہ سے قریش کو چنا، قریش سے بنی ہاشم کو نوازا اور بنی ہاشم سے میرا انتخاب فرمایا۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ ص: 277-276۔ تالیف۔ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدر آباد)

نقشہ اولاد عبدالمطلب بن ہاشم:

حضرت عبدالمطلب نے مختلف اوقات میں چھ عورتوں سے شادیاں کیں اور ان سے پندرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ یہ ساری تفصیل درج نقشہ میں پیش ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	نام اہلیہ	پسران	دختران
1	صفیۃ بن جیدب بن حجیر بن زباب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ ازنسل نضر	حارث	
2	فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ	زبیر، ابوطالب، عبدالکعبہ، عبداللہ	ام حکیم، بیضاء، امیمہ اروی، برہ، عاتکہ
3	لبنیٰ بنت ہاجرہ (از بطن خزاعہ)	ابولہب (عبدالعزیٰ)	
4	ہالۃ بنت وھیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب	مقوم، حجل، مغیرہ، حمزہ	صفیۃ
5	نتیلۃ بنت خباب بن کلیب (از بطن ربیعہ بن نزار)	ضرار، قثم، عباس	
6	ممنعۃ بنت عمرو بن مالک (از بطن خزاعہ)	غیداق، مصعب	
	زوجات:6	پسران:15	دختران:6

(رحمت للعالمین ﷺ جلد دوم صفحہ نمبر 82-83۔ تالیف: سلیمان سلمان منصور پوری۔ اشاعت جنوری 2006ء مکتب محمودیہ محلہ مبارک شاہ سہارنپور یوپی)

Marfat.com

والدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی

ولادت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہرت:

ملک شام میں یہودیوں کے پاس سفید صوف (اون) سے بنا ایک جبہ تھا جو حضرت یحییٰ بن حضرت زکریا علیہما السلام کا خون آلود تھا (کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تھا)، جس جبہ کے متعلق یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس سے قطرہ قطرہ خون گرتا رہے گا اور جب یہ سفید ہو جائے گا تو اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی ولادت ہوگی۔

جب وہ علامت ظاہر ہوئی تو ان کو اپنی تحقیق کی رو سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کا علم ہو گیا۔ ابھی یہ چند علامات ہی ظاہر ہوئی تھیں کہ قریش کی ایک جماعت تجارت کی غرض سے ملک شام گئی۔ احبار یہود ان سے حضرت عبداللہ کے حسن و جمال کی تعریف کرتے تھے اور اس نور کا ذکر کرتے جو ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ احبار یہود کہتے وہ نور عبداللہ کا نہیں ہے بلکہ وہ تو محمد بن عبداللہ کا نور ہے جو ان کے صلب سے پیدا ہوں گے اور بتوں کو توڑیں گے جب قریش مکہ ان کی زبان سے ایسی باتیں سنتے تو علامات و امارات جن کا وہ مشاہدہ کر چکے تھے اس کے سبب کہتے رب کعبہ کی قسم ہے احبار یہود سچ کہتے ہیں۔

(شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ۔ ص:48-49۔ مصنف: حضرت علامہ نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 898ھ ترجمہ بشیر حسین ناظم۔ ایم۔ اے مطبع محل پبلی کیشنز دہلی سن 1989ء)

Marfat.com

اسم گرامی:

عبداللہ اور کنیت ابوقثم، ابومحمد، ابواحمد ہے (قثم خیروبرکت کے سمیٹنے والے کو کہا جاتا ہے) آپ کے والد گرامی کا نام عبدالمطلب ہے اور آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہے۔ آپ قریش مکہ کے سرکردہ رہنما اور بنو ہاشم کے سردار عبدالمطلب کے فرزند ارجمند اور حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی ہیں، آپ بلاشبہ طیب و طاہر اور بنو ہاشم کے پاک طینت، معصوم مگر خوبصورت ترین نوجوان تھے، ظاہری حسن و جمال اور باطنی محاسن و اخلاق میں خاندان قریش کیا؟ بلکہ پوری وادیٔ بطحا میں کوئی بھی ان کا ثانی نہ تھا۔ مکارم اخلاق کی مجسم تصویر تھے۔ یہ جوان معصوم ایک ایسی ہستی کے والد گرامی بننے والے تھے جس ہستی کے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی رونق سے رخ آدمیت کو سجانا تھا، جن کے ذریعہ دنیا کو علم و دانش سے روشن کرنا تھا، وہ جو انسانیت کی عزت و وقار، احترام و آزادی اور دونوں جہانوں کی خوشی و کامیابی کا پیغام اولین و آخرین لے کر مبعوث ہونے والے تھے، وہی جو تخلیق کے لحاظ سے سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعثت کے لحاظ سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، چنانچہ یہی عبداللہ بن عبدالمطلب سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کے سرتاج اور شوہر بنے۔

چاہ زمزم کی دوبارہ کھدائی:

شہباز دکن حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب خواب و بیداری کی درمیانی حالت میں تھے کہ ان سے کسی نے کہا چاہ زمزم کھودو۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ چاہ زمزم کیا چیز ہے اور کہاں پر ہے۔ ایک مرتبہ وہ بت اسکاف اور نائلہ کے درمیان اپنے بیٹے حارث کے ساتھ کھڑے تھے کہ انہوں نے ایک کوے کو اپنی چونچ سے ایک جگہ زمین کھودتے دیکھا۔ حضرت عبدالمطلب

Marfat.com

نے کہا شاید یہ کوا چاہ زمزم کی جگہ دکھلا رہا ہے اور اسی جگہ کھودنا شروع کیا۔ ایک بہت پرانا کنواں نکلا۔ عرب سب عبدالمطلب کی جان کو لپیٹ گئے کہ یہ مال جو کنویں سے نکلا۔ اس میں ہم لوگوں کا بھی حصہ ہے۔ ہم لوگوں کو بھی بانٹ کر دیں۔ حضرت عبدالمطلب کہہ رہے تھے کہ کنواں میں نے کھودا، سامان اس میں سے میں نے نکالا۔ اس لئے مال میرا ہوا تم لوگوں کو کس بات پر دوں۔ ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ شہر، زمین ہم لوگوں کی مشترکہ ہے اس لئے اس میں سے جو نکلے گا وہ سب لوگوں کا ہے۔ اختلاف جب زیادہ بڑھا تو لوگوں نے طے کیا کہ ہم سب لوگ فلاں کاہن کے پاس چلیں اور وہ جو کہے اسی پر عمل کریں۔ وہ کاہن بہت دور رہتا تھا اور راستہ بہت دشوار و بے آب و گیاہ تھا، وہ لوگ چلے تو راستہ میں پیاس نے غلبہ کیا، حضرت عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے پیٹ سے پانی نکال کر اپنے مخالفین کو پلایا جس سے ان لوگوں کی جان بچی۔ آگے چل کر پھر بہت زیادہ پیاس معلوم ہوئی اور قریب تھا کہ سب لوگوں کی جان چلی جائے۔ عبدالمطلب نے پہاڑ پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور اس پہاڑ پر پانی نکل آیا۔ سب لوگوں نے آسودہ ہو کر پانی پیا۔ اس کے بعد وہ سب مخالفین حضرت عبدالمطلب کی شرافت اور بزرگی سے بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ آپ نے ہم لوگوں کے لئے مکہ میں چاہ زمزم کھود کر پانی پیدا کیا۔ اس وقت بھی اپنا اونٹ ذبح کر کے اور پہاڑ پر پانی پیدا کر کے ہم لوگوں کی جانب بچائی ورنہ ہم سب لوگ مر جاتے، اس لئے چاہ زمزم سے جو کچھ مال و اسباب نکلا ہے وہ سب آپ کا ہے اور اب ہم لوگوں کا اس پر کوئی دعویٰ نہیں رہا، ہم لوگ واپس چلیں گے۔

خاکسار (حضرت سید محمد اکبر حسینی رحمۃ اللہ علیہ مرتب جوامع الکلم) نے دبی زبان سے عرض کیا کہ کافر اور قبولیت دعا؟ حضرت مخدوم (حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کے صلب میں تھا اس لئے فیض پہنچنا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد اپنے فضائل اور اخلاق کی وجہ سے ہمیشہ

Marfat.com

ممتاز رہے اور اس بارے میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ حضرت قصی کو قصی اس لئے کہتے تھے کہ ان کے مکارم واخلاق کے قصے زبان زدعوام تھے۔ حضرت ہاشم کا نام ہاشم اس لئے پڑ گیا کہ وہ روٹی شوربا میں توڑ کر ثرید پکا کر ہر سال حاجیوں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب خوبروجواں تھے جو بھی ان کو دیکھتا ان کا عاشق اور گرویدہ ہوجاتا اور دیگر فضائل بھی ذکر فرماتے ہیں۔

(جوامع الکلم۔ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ:ص:301 تا 303۔ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

حضرت عبدالمطلب کا خواب اور بئر زمزم کی کھدائی:

جب حضرت عبدالمطلب کو خواب میں بئر زمزم کی کھدائی کا حکم ملا تو اس وقت ان کے صرف ایک بیٹے حارث تھے جن کی وجہ سے وہ ابوالحارث کی کنیت لگایا کرتے تھے۔ عدی بن نوفل بن عبدمناف نے حضرت عبدالمطلب کو بڑے غرور سے طعنہ دیا۔

یا عبدالمطلب اتستطیل علینا وانت فذلا ولد لك فقال ابا لقلة تعيرني! فوالله لئن اتانی الله عشرة بن الولد ذكوراً نحرت احدهم عندالكعبة

یعنی اے عبدالمطلب! ہمیں اکڑ کر دکھاتے ہوئے حالانکہ تم اکیلے ہو تمہاری اولاد نہیں۔ آپ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا حسرت اور عاجزی سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی، اے اللہ! دس جوان بیٹے عطا فرما۔ (دشمنوں کی اکڑ توڑ دے) ان میں سے ایک تیری راہ میں قربان کروں گا۔

چاہ زمزم کی کھودائی کے وقت انہوں نے جو دعا کی تھی چند سال بعد اس دعا کی قبولیت کی عملی تصویر ان کے سامنے جلوہ گر تھی، دس حسین وجمیل بیٹے عطا فرمائے تھے جو صحت مند، توانا اور بارعب تھے، ایک روز حضرت عبدالمطلب نے سب کو پاس بلایا اور پچھلے حالات سنا کر اپنی نذر کا ذکر کیا۔ سب اطاعت وخلوص کی تصویر بن گئے، گردنیں جھکا دیں اور

Marfat.com

نیاز مندی سے بولے! ہم حاضر ہیں جسے چاہیں قربان کر دیں۔ حضرت عبدالمطلب نے حکم دیا قرعہ ڈالو جس کے نام قرعہ نکلا اسے قربان کر دوں گا۔ عباس، حمزہ، ابوطالب، ابولہب، حارث، ضرار، مقوم، زبیر، غیداق اور عبداللہ، سب بھائی ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔ بعض نے قثم اور مغیرہ دو ناموں کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی بہنیں صفیہ، ام حکیم، عاتکہ، امیمہ، اروی اور برہ بھی دھڑکتے دلوں کے ساتھ دوسری قطار میں کھڑی ہو گئیں۔ سب کی نظریں ایک ہی نقطے پر مرکوز تھیں، دیکھیں کس بھائی کے نام قرعہ نکلتا ہے سب عزیز اور پیارے تھے مگر جو سب سے پیارا تھا اس کے نام قرعہ نکل آیا۔ یہ حضرت عبداللہ تھے۔ حضرت عبدالمطلب کی زبان سے اف تک نہ نکلا۔ یہ وعدہ خلافی اور شان تسلیم و رضا کے منافی بات تھی اس لئے چپکے سے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور ذبح کی طرف چل پڑے۔

قریش اور ان کے بیٹے چیخ پڑے۔ سردار اگر آپ نے اولاد کو ذبح کرنے کی ریت ڈال دی تو یہ ایک رسم پڑ جائے گی۔ ہر کوئی اظہار بندگی کے لئے جواں اولاد کو ذبح کرنا اور اس کی قربانی دینا ضروری خیال کرنے لگ جائے گا، اس لئے آپ مہربانی کریں اور ایسا طریقہ نہ ڈالیں جس کا ایفاء بعد میں مشکل ہو جائے۔ کوئی ایسا حل تلاش کریں جس سے آپ کی نذر بھی پوری ہو جائے اور عبداللہ کی جان بھی بچ جائے۔ (حضرت حمزہ حضرت عبداللہ سے چھوٹے اور حضرت عباس حضرت حمزہ سے چھوٹے تھے) عبداللہ اپنی والدہ کی طرف سے بھائیوں میں چھوٹے اور بہنوں کے لاڈلے اور ان کی آنکھوں کے تارے تھے۔ انہوں نے مسئلہ کے حل پر بہت زیادہ زور دیا اور والد گرامی کو مجبور کیا کہ وہ کوئی اور قابل عمل صورت نکالیں، قربانی کی رسم ڈالنا موزوں نہیں۔ آخر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی متبادل صورت بھی تو نکل آئی تھی۔ حضرت عبدالمطلب بہت ہی دانا و مدبر اور نکتہ رس انسان تھے۔ دماغ پر زور دیا، ممکنہ صورتوں کا جائزہ لیا لیکن انصاف پسند دماغ نے کسی صورت کو بھی قبول نہ کیا جس سے بے وفائی کی بو آتی ہو۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض الانف جلد اول ص 343، مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

عرّافہ سے سوال:

پھر سب نے متفقہ طور پر اس قضیہ کا یہ حل تلاش کیا کہ حجاز (مدینہ منورہ) میں ایک عرافہ (یعنی غیب کی باتیں بتانے والی ہے) جس کے کوئی (شیطان، موکل یا کوئی روح) تابع ہے، وہ حالات صحیح صحیح بتادیتی ہے، اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کو کہہ دیا تو آپ کو اختیار ہے ورنہ وہ جو کہے، اس کو قبول کریں، چنانچہ یہ سب وہاں چلے اور یثرب (مدینہ منورہ) پہنچے تو معلوم ہوا کہ عرافہ (کاہنہ) خیبر میں ہے تو سب سوار ہو کر خیبر پہنچے، حضرت عبدالمطلب نے اپنے اور اپنے بیٹے کے تمام حالات پوری تفصیل سے اسے سنائے۔ اس عورت نے کہا: آج تو میں کچھ نہیں بتاسکتی کیونکہ میرا تابع میرے پاس نہیں ہے، میرا تابع میرے پاس آئے گا تم پھر کسی دن آنا۔ یہ سنکر سب کے سب واپس اپنے پڑاؤ پر آگئے۔ حضرت عبدالمطلب رات بھر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہے، صبح ہوئی سب کے سب اسی عورت کے پاس گئے تو اس نے کہا ''مجھے تمہارے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں، تم بتاؤ کہ تمہارے پاس دیت یعنی خون بہا کتنا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ دس اونٹ'' وہ عورت بولی ''تم لوگ اپنی بستی (مکہ مکرمہ) کی طرف لوٹ جاؤ، اپنے بیٹے اور دس اونٹوں کو پاس رکھو۔ دس اونٹوں کے ساتھ عبداللہ کا قرعہ ڈال کر دیکھو اگر اونٹوں کا نام نکل آئے تو بہت بہتر وگرنہ دس اونٹوں کا اضافہ کرتے رہو جب قرعہ اونٹوں پر نکل آئے تو پھر اونٹوں کو ذبح کردو۔ اس طرح تمہارا رب راضی ہو جائے گا اور تمہارا بیٹا بھی بچ جائے گا۔'' یہ سن کر سب نہایت خوشی کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول، صفحہ: 344۔ مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فدیہ:

مذکورہ نجات بخشنے والے اس مسرت افروز واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوگوں

Marfat.com

میں ذبیح کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یہ لقب ان کے لئے نشان امتیاز اور خاندان بھر کے لئے وجہ افتخار بن گیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تمام قبیلے میں پہلے سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ اس لقب کی شان انفرادیت یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اسے شرف قبولیت سے نوازا اور اس پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں ہم نیازمندان بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ادب و نیاز کے ساتھ اپنے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا، قحط کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا۔ آقا! آبادیاں قحط کی لپیٹ میں آگئی ہیں، پانی نایاب ہو گیا، جانور اور مویشی کمزور ہو گئے ہیں، بچے بھوک سے نڈھال ہیں اور چارہ اناج نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔

ان اعرابیا قال للنبی ﷺ یا بن الذبیحین فتبسم رسول اللہ ﷺ ولم ینکر علیه فقیل لمعاویة: من الذبیحان؟ اسماعیل و عبداللہ

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية،1باب عام الفيل وقصة أبرهة)

ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یوں مخاطب کیا، اے دو قربان ہونے والوں کے فرزند۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا اور اسے ناپسند نہ کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: دو ذبیح کون ہیں؟ کہا حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور حضرت سیدنا عبداللہ ذبیح رضی اللہ عنہ۔

اس نور تبسم کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو اس لقب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کو انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا:

Marfat.com

میں ہوں ابن دو ذبیح ارشاد حضرت نے کیا
یعنی اسماعیل جو جد عرب ہیں برملا

اور عبداللہ جو ہیں والد خیرالوریٰ
ذبح کرنے کے لئے تھا باعث الہام کیا

اس میں یک نکتہ ہے یعنی جس کے ہو ایسا پسر
باپ دادا چاہئے قرباں ہوں اس پر سر بسر

انسانیت کا عظیم فائدہ:

جب کوئی شخص کسی شخص کو قتل کرتا ہے اور مقتول کے رشتہ دار اس کے بدلے میں قاتل کو قتل کی سزا کے بجائے مال لے کر معاف کر دیں تو اس کو دیت (خون بہا) کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قربانی کے واقعہ سے پہلے عرب میں انسان کی دیت کے لئے دس اونٹ مقرر تھے۔ دوسرے لفظوں میں انسانی خون کی قیمت دس اونٹ کے برابر تھی، لیکن اس واقعہ عظیمہ کے بعد دیت (خون بہا) سو اونٹ مقرر ہو گئے۔

علامہ اصبہانی نے ابوالیقظان سے روایت کیا ہے کہ ابوسیارہ وہ پہلا شخص ہے جس کی دیت ایک سو اونٹ مقرر کی گئی۔ نزید بن بکر بن ہوازن نے سب سے پہلے اونٹوں سے دیت ادا کی۔ اس کے بھائی معاویہ نے بنو عار بن صعصعہ کے دادا کو قتل کر دیا جس کے بدلے فرید بن بکر کو دیت ادا کرنی پڑی۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ص:342 کا حاشیہ۔ مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

گویا حضرت عبدالمطلب کے خلوص اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کے صدقہ سے انسانی خون کی قدر و قیمت بڑھ گئی، اور یہ بات ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سزاؤں کے بڑھ جانے سے جرائم میں کمی ہو جاتی ہے، سخت سزا کا خوف جرم سے باز رکھتا ہے۔ پہلے تو یہ تھا کہ اگر مقتول کے ورثاء راضی ہوں تو قاتل دس اونٹ دے کر اپنی جان بچا لیتا تھا لیکن اب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی، اس طرح قتل و غارت گری میں نمایاں کمی کا ہو جانا یقینی تھا۔ پھر یوں کہیے کہ یہ واقعہ پوری نوع انسانیت کے لئے باعث خیر و برکت ہو گیا، اور ایسا ہونا چاہئے تھا کیونکہ انہی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند پوری کائنات کے لئے سراپا رحمت بن کر تشریف لانے والے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پاکبازی اور اخلاق:

ذبح کے واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مکہ مکرمہ کی بہت سی نوجوان خوبصورت لڑکیوں اور عورتوں نے آپ کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر آپ کو ورغلانے کی بھرپور کوشش کی حتیٰ کہ بعض نے بڑی دولت کی پیشکش بھی کی جیسا کہ علامہ ابن ہشام اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت (مدارج النبوۃ میں ہے کہ اس کا نام رقصیہ یا قتیلہ بنت نوفل تھا جو ورقہ بن نوفل کی بہن تھی) خانہ کعبہ کے پاس کھڑی تھی، جب اس کی نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور بولی "اے عبداللہ! وہ سو اونٹ جو تم پر فدا کئے گئے، وہ میں تم کو دے دیتی ہوں، بشرطیکہ تم میرے ساتھ مباشرت کے لئے راضی ہو جاؤ۔" عفت مآب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اس پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور دامن عصمت کو بچا کر آگے بڑھ گئے۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص 347۔ مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

فاطمہ بنت مر أ الخثعمیہ کا عشق:

اسی طرح حافظ ابن نعیم وخرابطی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مکہ مکرمہ کی ایک نہایت حسین وجمیل عورت فاطمہ بنت مرأخثعمیہ نے بڑے بھرپور انداز میں حضرت عبداللہ سے اظہار محبت کیا اور ایک سو اونٹ بطور تحفہ پیش کرنا چاہا تاکہ آپ اس کی ناجائز خواہش پوری کر دیں تو اس عورت کی اس درخواست کے جواب میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اما الحرام فالممات دونہٗ
و الحل لاحل فاستبینہٗ

فکیف الی الا الذی تبغینہٗ
یحمی الکریم عرضہٗ و دینہٗ

اس حرام فعل کے کرنے سے تو مر جانا ہی بہتر ہے اگر اس کے سوا کوئی طریقہ ہو تو میں اس کو پسند کرتا ہوں مگر اس کے لئے شرط ہے کہ اعلانیہ (نکاح) ہو، تم مجھے بہکاتی اور پھسلاتی ہو مگر شریف انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی عزت وعصمت اور اپنے دین کی حفاظت کرے۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ص 348۔ مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

سبحان اللہ تعالیٰ! یہ بات اس زمانے کی ہے کہ جب بدکاری کرنا عیب کے بجائے فخر سمجھا جاتا تھا، جب مرد وعورت ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے، اس پر آشوب دور جاہلیت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اپنے دامن عصمت کو داغدار ہونے سے بچا لینا یقیناً اس نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تھا جو کہ ان کے پاس امانت تھا۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ذی شان کا مفہوم ہے کہ میرے پورے نسب میں کہیں بھی (حضرت آدم علیہ السلام تک

Marfat.com

سفاح جاہلیت، (بدکاری) کا نام ونشان تک نہیں۔

(خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ نمبر 186-187۔ حضرت علامہ محمد سعید الحسن قادری۔ اسلامک پبلشر دہلی)

اس مضمون کا خاکہ انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا:

گرچہ رسم جاہلیت ان دنوں تھا پیشتر
ایک تھا حافظ خدا اس خانداں کا سر بسر

اس لئے سب تھے بری اس رسم سے تا بوالبشر
پس نکاح ان کا ہوا دین خلیل اللہ پر

تھی یہ وہ شادی کہ جس کی آسماں پر دھوم تھی
تہنیت کی ہر طرف کون و مکاں میں دھوم تھی

فاطمہ بنت مر أخثعمیہ کے عربی اشعار:

فاطمہ بنت مرا کے مذکورہ واقعہ کے چند دن بعد آپ کا نکاح حضرت آمنہ بنت وہب سے ہو گیا، جب نور نبوت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم مبارک میں منتقل ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی فاطمہ بنت مرا سے دوسری ملاقات ہوئی تو اس نے کہا میں کوئی بدکار عورت نہیں تھی کہ برائی کی دعوت دیتی۔

انی رایت فی وجهك نوراً ساطعاً، وقد ذهب الآن

میں نے تمہارے چہرہ پر نور نبوت دیکھا، چاہا کہ وہ نور میرے مقدر ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کو جہاں منظور تھا وہیں وہ نور پہنچ گیا، جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا تذکرہ فرمایا تو وہ کہنے لگی:

Marfat.com

انی لأحسبك أبا النبی قد أظل وقت مولدهٔ

میرا خیال ہے کہ تم اس نبی کے باپ ہو جس کی ولادت کا وقت آنچکا ہے جب قریش کے جوانوں کو فاطمہ خثعمیہ کی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پیشکش کا اور ان کا انکار و اعراض کا علم ہوا تو انہوں نے اس معاملہ میں اس کے ساتھ گفتگو کی تو اس نے جواب میں یہ اشعار پڑھ کر خاموش کر دیا۔

انی رأیت مخیلة بلغت

فتلألات بحناتم القطر

ترجمہ: میں نے برسنے والی بدلی کو دیکھا جو برسنے کی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ پس وہ چمکی مگر مصائب و آفات کے سرخ خونیں مٹکوں کے ساتھ۔ یعنی مجھے خون کے آنسو رلا گئی بلکہ خون کا سیلاب آنکھوں سے بہا گئی۔

فلما تھا نورا یضئی له

ماحوله کاضاءة الفجر

ترجمہ: میں نے اس برسنے والی کو نورانی حالت میں دیکھا جو ان کے لئے اردگرد کو یوں روشن کئے ہوئے تھے جیسا سپیدۂ سحر ظلمت شب کو نور سے بدلتا ہے۔

و رأیت سقیاھا حیا بلد

وقعت به عمارة القفر

ترجمہ: میں نے اس کی سیرابی کو دیکھا امت کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار پذیر ہیں جب یہ جہان رنگ و بو میں تشریف لائیں۔ (یہ ایک شعر۔ شرح سیرت ابن ہشام جلد اول)

و رأیتهٔ شرفاً ابوء به

ما کل قادح زنده یوری

ترجمہ: میں نے عظمت و برتری کا بلند پہاڑ دیکھا تو اس کی پناہ لینے کی خواہش کی لیکن ہر وہ

Marfat.com

شخص جو چقماق پتھروں کو باہم رگڑ کر آگ حاصل کرنا چاہے ضروری نہیں کہ اپنے مدعا کو پا سکے اور آگ جلا سکے۔

اور اس نے یہ اشعار بھی کہے۔

بنی هاشم قد غادرت من اخیکم
امینة اذ للباة یعتلجان

ترجمہ: اے بنی ہاشم آمنہ نے تمہارے بھائی کو جبکہ وہ وقاع اور مجامعت کے لئے چارہ سازی کرر ہے تھے اس طرح کر دیا ہے اور اس حال میں چھوڑا ہے۔

کما غادر المصباح بعد خبوه
فتائل قد میثت له بدهان

ترجمہ: جیسا کہ بتی بجھ جانے کے بعد اس فتیلہ کے ساتھ کرتی ہے جو تیل سے تر کر کے بتی روشن کرتے وقت رکھی جاتی ہے، یعنی وہ اس کی تری کو کلیتۂ جذب کر لیتی ہے اور بجھنے پر اس کی سرخی کو سیاہی سے بدل دیتی ہے۔

و ما کل ما یحوی الفتیٰ من تلاده
بحزم و لا مافاته لتوانی

ترجمہ: حقیقت یہ نہیں ہے کہ ہر وہ مال اور نعمت جو عرصہ دراز تک کسی کے پاس رہنے والی ہو، اسے جواں ہمت لوگ اپنی ہوشیاری سے جمع کرتے ہیں اور نہ وہ جو میسر نہ آ سکے وہ ان کی سستی وکاہلی کا نتیجہ ہے (بلکہ ہر ایک محض اپنا مقدر ہی حاصل کر سکتا ہے)

فاجمل اذا طالبت امر فانه
سیکفیکه جدان یصطرعان

ترجمہ: جب تو کسی امر کا طلبگار بنے تو پھر حسن طلب سے کام لے کیونکہ اس کے حصول میں تجھے دو حصے اور نصیبے کفایت کریں گے جو باہم متحارب ہیں اور ایک دوسرے کو ہلاک

Marfat.com

کرنے کے درپے۔

ستكفيكه امايد مقفعلة

و امايد مبسوطة ببنان

ترجمہ: یا تجھے کفایت کرے گا اس مقصد و مطلب میں وہ ہاتھ جو منقبض ہے اور ضعیف و ناتواں ہے (کیونکہ تجھ سے تیرا مطلوب چھین نہیں سکے گا) اور یا وہ ہاتھ جو لمبی انگلیوں اور دراز پوروں والا ہے (اگر تیرے لئے دراز بن جائے تو)

و لما قضت منه امينة ماقضت

نبا بصری عنه و کل لسانی

ترجمہ: اور جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے) اپنی حاجت کو پورا کرلیا تو میری آنکھ ان سے دور ہوگئی (کیونکہ سابقہ کشش باقی نہیں رہی تھی اور وہ رونق و بہار جبین اقدس سے آگے منتقل ہوچکی تھی) اور (بوقت دعوت) میری زبان گنگ ہوگئی (اور اجابت سے قاصر رہی)

(سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ امام عبدالرحمن ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ از علامہ محمد اشرف سیالوی۔ ص 114-115۔ ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی بار اول فروری 1983ء)

فاطمہ شامیہ کا عشق:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال اور ان کی پیشانی میں درخشاں نور کے چرچے عرب دنیا کے کئی مقامات پر پھیلے، جب اس کے اوصاف ملک شام کے اطراف واکناف بھی شہرت تامہ پاگئے تو شاہ شام کی لڑکی مسماۃ فاطمہ جو اپنے حسن و جمال اور حشمت و جلال میں یکتا تھی اس نور سے اقتباس کرنے کے لئے مکہ آئی اور اپنے ساتھ حشم و خدام اور لونڈیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بیت اللہ کے قرب و جوار میں ٹھہر گئی اور چند روز کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت تک آپ کی حضرت آمنہ سے شادی ہوچکی تھی

Marfat.com

لیکن وہ نور نبوت ابھی رحم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل نہیں ہوا تھا اس عورت نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور مصطفیٰ کا مشاہدہ کیا تو اس کے عشق سے مجبور ہو کر اپنے چہرہ سے پردہ اٹھا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کے لئے استدعا کی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب اس کا حسن و جمال دیکھا تو اس کی گزارش کو قبول کر لیا لیکن ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ یہ کام میرے والد حضرت عبدالمطلب کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ فاطمہ نے بھی اس بات کو پسند کیا۔

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو گھر واپس آ گئے، اسی رات وہ نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم مبارک میں منتقل ہوا اور وہ نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی سے غائب ہو گیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فاطمہ شامیہ کا قصہ حضرت عبدالمطلب سے بیان کیا، آپ نے رضامندی ظاہر کر دی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فاطمہ کے پاس آئے، اپنے والد کی رضامندی کی اطلاع دی۔ فاطمہ کو وہ نور ان کی پیشانی میں نظر نہ آیا تو دل سے درد بھری آہ نکلی، پھر کہا اے عبداللہ! وہ نور جو تمہاری پیشانی میں مجھے محسوس ہوتا تھا اس کا اقتباس کسی اور نے کر لیا ہے وہ گوہر جو تیرے وجود کے صدف میں، میں نے دیکھا تھا کوئی اور اڑا لے گیا ہے۔ چلئے اب آپ سے مجھے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ میری خواہش کا ستارہ ڈوب گیا ہے اور میری آرزو کی چنگاری بجھ گئی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بے نیل مراد و مرام اپنے وطن مالوف کو واپس چلی گئی۔

(شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ۔ ص۔ 50۔ مصنف۔ حضرت علامہ نورالدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 898ھ ترجمہ بشیر حسین ناظم۔ ایم۔ اے مطبع محل پبلیکیشنز، دہلی سن 1989ء)

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آمد کی خبر:

قریش کے تجارتی قافلے یمن جایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت عبدالمطلب اپنے وقت کے عظیم اور کامیاب تاجر تھے اور لین دین میں امانت و

Marfat.com

دیانت اور قابل اعتماد اصول تجارت کے باعث شام و فلسطین کے علاوہ یمن میں بھی بڑی عزت و وقار کے مالک قریشی تاجر سمجھے جاتے تھے، ہر جگہ ان کے واقف حال اور بااعتماد دوست تھے، ایک دفعہ یمن میں ایک دوست کے ہاں مقیم تھے کہ اتفاق سے ایک قیافہ شناس اور ماہر تورات یہودی عالم سے ملاقات ہوگئی، اس نے یہ بتایا کہ ہمارے ہاں یہ راز اب عام ہوگیا ہے کہ آنے والے نبی بنو ہاشم اور بنو زہرہ کے ہاں جنم لینے والے ہیں۔ اس لئے اگر آپ بنو زہرہ میں شادی کرلیں تو ہوسکتا ہے آپ ان کے والدین میں سے ہوں جن کے حصے میں یہ سعادت آنے والی ہے، حضرت عبدالمطلب کو واپس آنے کے بعد یہ خیال نہ رہا اور یومیہ مشاغل میں لگے رہے تاہم وہ ایک طرف تو اہل کتاب کے احبار و رہبان کی باتیں بکثرت سنتے رہے اور دوسرے کاہنوں اور قیافہ شناسوں کے اندازے بھی ان کے علم میں آتے رہے مگر چاہ زمزم کی کھدائی کا کٹھن مرحلہ رکاوٹ بنا رہا اور دوسری جانب وہ اپنی نذر پوری کرتے اور مستقبل کے متعلق خوابوں کی تعبیر ڈھونڈتے رہے۔

(سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ علامہ امام عبدالرحمن ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ از علامہ محمد اشرف سیالوی۔ص110 ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی بار اول فروری 1983ء)

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت و مدد:

اہل کتاب بعض علامتوں اور نشانیوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزماں سرور کون و مکاں ﷺ کا وجود گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے صلب میں ودیعت ہے اس لئے اطراف و اکناف سے وہ ان کو ہلاک کرنے کی نیت سے مکہ مکرمہ میں آنے لگے۔

ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جنگل میں کسی کام کی غرض سے تشریف لے گئے، وہاں ملک شام کے کچھ اہل کتاب تلواروں سے آپ پر حملہ آور ہوگئے۔ اتفاقاً حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد حضرت وہب بن مناف بھی جنگل میں موجود تھے (وہ حملہ آوروں کو دیکھ کر فکرمند ہوگئے) پھر انہوں نے دیکھا کہ یکایک چند سوار غیب سے نمودار ہوئے اور ان کی

Marfat.com

شکل وصورت عام انسانوں جیسی نہیں تھی، انہوں نے اس حملہ آور جماعت کو مار بھگایا۔ وہب بن مناف اس واقعہ سے بڑے متاثر ہوئے اور گھر آکر اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ میں اپنی لخت جگر آمنہ خاتون (رضی اللہ عنہا) کی شادی (حضرت) عبداللہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) سے کرنا چاہتا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنے دوستوں کے ذریعے حضرت عبدالمطلب کو اس بات سے مطلع کیا، وہ خود کسی ایسی عورت کی جستجو میں تھے جو کہ شرف حسب ونسب اور عزت وعفت میں ممتاز ہو۔ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا میں یہ سب صفات بدرجہ اتم موجود تھیں اس لئے حضرت عبدالمطلب نے اس رشتہ کو پسند فرمایا اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کردیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص:19-20۔تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مطبع زمان پریس دہلی۔6بار دوم2001ء)

انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

رفتہ رفتہ صلب عبداللہ میں آیا وہ نور
جلوہ گر ان میں ہوا جس وقت مثل شمع طور

عشق سے ہونے لگے دل قابلوں کے چور چور
یعنی شیدا ہوتی تھیں ان پر زنان رشک حور

پر ہر اک عورت قرین ہر شرف ہوتی نہیں
قابل یک دانہ گوہر ہر صدف ہوتی نہیں

Marfat.com

والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح:

حضرت عبدالمطلب تجارت سے واپسی پر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس واقعہ کو بھول بھی گئے ہوں مگر ان کے مبارک ہاتھوں سے چاہ زمزم کا ازسرنو دریافت ہونا اور پھر دس بیٹوں کی تعداد مکمل ہونے پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قربانی کے بدلے سو اونٹوں کا فدیہ قبول ہونا ایسے واقعات تھے جن سے حضرت عبدالمطلب کے فرزند حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے گہری مماثلت رکھنا بھی عیاں ہو چکا تھا، ہوسکتا ہے کہ انہیں جناب عبداللہ کے ذبیح بن جانے کے بعد یمنی یہودی اور اس کی باتیں یاد آئی ہوں اور اندازہ ہوا ہو کہ شاید تاریخ اپنے آپ کو ایک بار پھر دہرا رہی ہے، اس لئے وہ نذر پوری کرنے اور اپنے فرزند کے ذبیح لقب پانے کے بعد بنوزہرہ کی نیک پاک دوشیزہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرانے لے گئے تاکہ اس رشتہ ازدواج سے ایک خواب حقیقت میں بدل جائے۔

ہوا یوں کہ بنوزہرہ کے دو سرکردہ رہنما آپس میں سگے بھائی تھے، ان میں بڑے کا نام وہب اور چھوٹے کا نام وہیب تھا۔ وہب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دوست، ساتھی اور شریک سفر بھی تھے۔ وہب فوت ہو چکے تھے مگر وہیب زندہ تھے۔ وہیب کی بیٹی ہالہ اور وہب کی بیٹی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ایک ساتھ وہیب کے گھر پرورش پا رہی تھیں۔ یوں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے دوست اور ساتھی وہب بن عبد مناف کی دختر نیک اختر آمنہ رضی اللہ عنہا سے بخوبی واقف تھے اور جانتے تھے کہ وہ کتنی نیک، سعادت مند اور پاکدامن دوشیزہ ہیں۔ اپنے فرزند سے آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کردی۔

یہ شادی کوئی سطحی فیصلہ یا وقتی حوادث کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ یہ رشتہ ازدواج ازل سے ہی طے تھا، قدرت ربانی کا طے شدہ نظام تھا اور اللہ تعالیٰ کے علم و تدبیر اور تحفظ و نگرانی کے مطابق نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ میں تحویل کے مراحل طے کرانا

Marfat.com

تھے، اس لئے ایفائے نذر اور مراحل قربانی کے بعد اپنے محبوب ترین اور اس وقت کے سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ کو لے کر بنو زہرہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت آمنہ سے نکاح پڑھایا، جس وقت نکاح ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

(سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ امام عبدالرحمن ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ از علامہ محمد اشرف سیالوی۔ ص 112۔ ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی باراول فروری 1983ء)

نکتہ عجیبہ:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد بزرگوار کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا جس کے معنی ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ، اللہ تعالیٰ کا عبد یعنی عبادت اور بندگی کی طرف معنی جاتا ہے جبکہ والدہ محترمہ کا اسم ذی شان آمنہ جس کے معنی سے امن وسکون اور پیار ومحبت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ گویا ان دونوں ناموں کے معانی کو جمع کرو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور امن وسکون نتیجہ نکلتا ہے۔ پھر ان کے وجود گرامی قدر سے جس مولود مسعود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، وہ پوری کائنات کے لئے خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور امن وسکون کا پیغام لے کر آئے۔ سبحان اللہ وبحمدہ یعنی سراپا رحمۃ للعالمین بن کر جلوہ گر ہوئے۔

(خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ نمبر 189۔ حضرت علامہ محمد سعید الحسن قادری۔ اسلاک پبلشر دہلی)

انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا:

اس امانت کے لئے تھیں آمنہ خاتون بنی
آمنہ تھیں ہر طرح سے جو کہ وہ ام نبی

رکھا ایمان کا مادہ ان میں تھا پہلے سے ہی
پھر تو پھیلی امن وایمان کی انہیں سے روشنی

Marfat.com

جس کے ہو فرزند وہ اس کو شرف کیوں کر نہ ہو
گوہر نایاب سے فخر صدف کیوں کر نہ ہو

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شاعری:

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شعر گوئی کا ذوق بھی رکھتے تھے، بعض کتب سیرت وتراجم میں ان کے یہ دو شعر بھی نقل کیے گئے ہیں جو ادبی چاشنی اور فصاحت کی رونق سے مزین ہیں۔ حضرت جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ میں آپ کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لقد حكم الساروں فی كل بلدة
بان لنا فضلاً على سادة الارض

وأن أبي ذو المجد والسؤدد والذي
يشار به مابين بسر الى حفض

وجدى و آباء له ابلوا العلى
قديماً لطلب العرف و الحسب المحض

یعنی ہر شہر میں یہ اطلاع ہے کہ ہمیں تمام زمین کے سرداروں پر فضیلت ہے۔ میرے والد (عبدالمطلب) صاحب بزرگی اور ایسے سردار تھے کہ بسر سے لے کر حفض تک انہی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا اور میرے دادا اور ان کے آباء کے لئے بلندیاں پرانی ہوگئیں سب لوگوں نے ایسا تعارف اور حسب و

Marfat.com

نسب کی بہت کوشش بھی کیں۔

(ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 9 رسائل کا مجموعہ۔ص۔177۔مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

شادی کے چند ماہ بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے، واپسی پر بیمار ہونے کی وجہ سے مدینہ طیبہ میں اپنے عزیزوں بنونجار کے پاس ٹھہر گئے جب اس تجارتی قافلہ کے باقی لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو حضرت عبدالمطلب نے ان سے اپنے لاڈلے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا۔ اہل قافلہ نے بتایا کہ بیماری کی وجہ سے وہ مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے تھے، اس پر حضرت عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا تاکہ وہ ان کو گھر لے آئیں جب حارث مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا، ان کو دار نابغہ میں دفن کیا جا چکا تھا جبکہ بعض کے نزدیک حضرت کا مدفن مقام ابواء ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص:22۔تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مطبع زمان پریس دہلی۔ 6 باردوم 2001ء)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارکہ بوقت رحلت صرف پچیس برس کی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی شکم مادر میں ہی تھے گویا ولادت باسعادت سے قبل ہی والد ذی وقار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مدینہ طیبہ میں وصال کے بارے میں بلاذری نے دو قول نقل کئے ہیں۔

(1) حضرت عبدالمطلب نے انہیں کھجوریں حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ وہ

Marfat.com

اپنے ننھیال بنونجار کے پاس ٹھہرے اوران کا وہیں انتقال ہو گیا۔

(2) غزہ سے تجارت کا مال لے کر واپس آرہے تھے۔ مدینہ طیبہ میں بیماری کی حالت میں داخل ہوئے۔ننھیال کے پاس ٹھہرے اور وہیں وفات ہوگئی۔

انتقال کے وقت آپ کی عمر پچیس یا اٹھائیس سال تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے ان کے بھائی زبیر کو مدینہ بھیجا اور وہ ان کے جنازے میں شامل ہوئے اور انہیں دارالنابغہ میں دفن کیا گیا۔(انساب الاشراف البلاذری۔ج1ص92)

جسد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تدفین ثانی:

مورخہ 21جنوری 1978ء کو پاکستان کے معروف قومی اخبار روزنامہ ''نوائے وقت'' میں ایک خبر شائع ہوئی جس کا متن درج ذیل ہے۔'' کراچی 20 جنوری (ج،ک) یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ؐ کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، بالکل صحیح وسالم حالت میں برآمد ہوا۔علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے جسد ہائے مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت واحترام کے ساتھ دفنا دیا گیا،جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کرام کے جسم نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے۔

اس خبر کی اشاعت کے بعد اس کی تردید میں کوئی خبر تا حال اس بندۂ ناچیز (مولف کتاب خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نظر سے نہیں گزری بلکہ اس کی تائید میں کچھ مضامین شائع ہوئے۔ مذکورہ بالا خبر سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مدفن مقام ابواء نہیں بلکہ ''دارنابغہ'' ہے جبکہ مقام ابواء پر حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کا مزار مقدس معروف ہے(واللہ تعالیٰ اعلم۔)

Marfat.com

یہ بھی ثابت ہوا کہ صالحین عظام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی قبور میں اپنے اجسام کے ساتھ موجود ومحفوظ ہیں۔ زمانے کے نشیب وفراز اور صدیوں پر محیط ماہ وسال ان کی حیات پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی رحلت پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے اشعار:

حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے لئے شوہر نامدار کا سانحہ ارتحال ناقابل برداشت تھا کہ ابھی شادی خانہ آبادی کو آخر عرصہ ہی کتنا گزرا تھا۔ آپ کے قلب انور پر اس صدمہ کا کس قدر اثر ہوا، اس کا اندازہ آپ رضی اللہ عنہا کے ان اشعار سے ہوتا ہے۔

عفا جانب البطحاء من ابن هاشم
وجاور لحدا خارجا فی الغمام

دعته المنايا دعوة فاجابها
وما تركت فی الناس مثل ابن هاشم

غشيه راحوا يحملون سريرة
تعاريه اصحابه فی استراحم

فان يك غالية المسايا وريبها
فقد كان معطاء كثيراً التراحم

ترجمہ (1): ہاشم کا ایک فرزند بطحا (مدینہ منورہ) کی جانب جا کر چاند کی طرح چھپ گیا۔ وہ لحد میں بہادر جوانوں کے شوروغل (یعنی آہ وبکا) کے ساتھ جا کر سو گیا۔ (مراد یہ کہ

Marfat.com

لوگوں کو روتا چھوڑ کر)

ترجمہ(2): موت نے جوں ہی اس کو پکارا، اس نے فوراً لبیک کہہ دیا۔ افسوس کہ ہاشم کے اس فرزند کی نظیر، موت نے اب دنیا میں کوئی باقی نہیں چھوڑی۔

ترجمہ(3): اس کے دوست شام کے وقت اس کی لاش کو اٹھائے چلے جارہے تھے اور وہ ازراہ محبت وعقیدت کاندھا بدلتے اور اس کے اوصاف بیان کرتے چلے جارہے تھے۔

ترجمہ(4): اگرچہ موت نے ان کو ہم سے دور کردیا ہے مگر اس میں تو شک نہیں کہ وہ بہت زیادہ سخی اور غریبوں کے ازحد ہمدرد تھے (یعنی ان کے دلوں سے ان کی یاد تو نہیں نکل سکتی)(طبقات الکبریٰ ذکر وفاۃ عبداللہ بن عبدالمطلب۔)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ترکہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کل ترکہ یہ تھا، پانچ اونٹ، بکریوں کا ایک ریوڑ، ایک حبشی لونڈی جن کا نام برکت اور کنیت ام ایمن رضی اللہ عنہا، یہی ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گود کھلایا تھا۔ (الرحیق المختوم بحوالہ مسلم شریف جلد دوم)

Marfat.com

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی زندگی

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے شوہر کی وفات کے بعد تنگدستی کی زندگی گزاری لیکن کسی بھی قسم کا شکوہ نہ کیا اور نہ ہی اس تنگدستی کا کسی سے ذکر کیا۔ آپ بہت صابرہ وشاکرہ تھیں اور یہ دونوں خوبیاں اخلاق فاضلہ کا جوہر ہیں، اللہ پاک نے صابرین وشاکرین کے لئے جنت کی بشارت دی ہے۔

بیوگی کی زندگی کو نہایت صبر وسکون سے گزارا، کسی سے کوئی لڑائی جھگڑا یا گلہ شکوہ نہ کیا بلکہ خاندان والے آپ کے حسن سلوک، شرافت اور سنجیدگی کی وجہ سے آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ کا احترام کرتے تھے۔ آپ کے خسر حضرت عبدالمطلب نے ہمیشہ آپ کی قدر کی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیاسی زندگی'' کے صفحہ 39 پر لکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان ہے کہ آپ کی والدہ سوکھا گوشت کھایا کرتی تھیں۔ اس سے آپ کی کفایت شعاری اور سلیقہ مندی کا پتہ چلتا ہے اور یہ خوبی بڑی سمجھدار خواتین میں ہی پائی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عقبہ بن عمرو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا طبیعت میں آسانی پیدا کر میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش خاندان کی ایک خاتون کا لڑکا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھیں۔

Marfat.com

(سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین مکرم۔ص 139-140۔مصنف علی اصغر چودھری مطبع مکتبہ الحسنات دہلی سن اشاعت 1994ء)

شوہر نامدار کی وفات کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی امید:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی امیدوں اور تمناؤں کا محور و مرکز وہ وجود مسعود تھا جو کہ شکم مادر میں جلوہ گر تھا، جب حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کہیں تشریف لے جا رہی ہوتیں تو شجر و حجر اپنی زبان حال سے ان کی خدمت اقدس میں ہدیہ سلام پیش کرتے۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ زمانہ بھر کی خوشیاں سمٹ کر آغوش آمنہ (رضی اللہ عنہا) میں سما گئیں۔شوہر کی جدائی میں مرجھایا ہوا قلب حزیں گل نوبہار کی طرح کھل اٹھا، یعنی وہ محبوب خالق دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی خاطر رب العالمین نے اس کائنات ہستی کو شرف وجود بخشا تھا۔سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں جلوہ گر ہو گئے۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا:

جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے صدف شکم میں قرار پذیر ہوا تو ان سے کہا گیا ''آپ کے شکم مقدس میں اس امت کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار پذیر ہیں۔ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ والدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ آپ اس امت کے سید (سردار) کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میں آپ کے ساتھ حاملہ ہوئی ہوں اور نہ میں نے اس حمل سے کچھ بوجھ محسوس کیا اور نہ میں نے کسی ایسی چیز کی خواہش پائی جیسا کہ عام طور پر حاملہ عورتوں کا ہر ایک چیز کھانے کو دل کرتا ہے، مگر میں نے اتنی بات دیکھی کہ میرا حیض موقوف ہو گیا اور کوئی آنے والا میرے پاس ایسے حال میں آیا کہ میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ بیدار تھی، اس نے مجھ سے پوچھا، کیا آپ کو اس امر کا علم ہو گیا

Marfat.com

ہے کہ آپ سید الانام کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں۔ پھر اس آنے والے نے مجھے یہاں تک مہلت دی کہ جس وقت میرے جنم دینے کا وقت قریب آ گیا تو وہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ کہو:

اعیذہ با لواحد من شر کل حاسد

ابن اسحاق کے علاوہ روایت میں ہے کہ اس کہنے والے نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ تعویذ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازو پر باندھ دو۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں ایسے حال میں بیدار ہوئی کہ میرے سر کے پاس سونے کا ایک قطعہ (ٹکڑا) تھا جس میں اشعار لکھے ہوئے تھے۔

اعیذہ با لواحد من شر کل حاسد

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ جو ذات وصفات اور اسماء میں ایک ہے، سے ہر ایک حاسد کے شر سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نگہبانی اور حفاظت چاہتی ہے۔

و کل خلق رائد من قائم و قاعد

ترجمہ: ہر اس مخلوق سے جو بڑائی کی آرزو رکھتی ہے کھڑی ہے یا بیٹھی ہے تمام کے شر سے پناہ چاہتی ہے۔

من السبیل حاید علی الفساد جاھد

ترجمہ: مخلوق میں سے جو بھی سیدھی راہ سے ہٹا ہوا ہے اور فساد وخرابی کے لئے کوشش کرتا ہے اس سے پناہ چاہتی ہے۔

من نافث او عاقد و کل خلق مادر

ترجمہ: ایسا فساد پر کوشش کرنے والا کہ وہ جادوگر ہے اور گرہوں میں سحر پھونکتا ہے اور ہر اس شخص سے پناہ چاہتی ہوں جو سرکش ہے اور سینہ زوری کرنے والا ہے۔

یاخذ با لمراصط فی طراق الموارد

Marfat.com

ترجمہ: ''ماردیا'' مخلوق سے ہر وہ شخص کہ گھات کی جگہوں کو آدمیوں کے جمع ہونے کے راستہ میں پکڑتا ہے اس سے پناہ چاہتی ہوں۔

(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ جلد اول۔ص 81-80۔از امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ۔مطبع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور ظاہر ہوا جس میں انہیں کسریٰ کے محلات نظر آئے۔

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض الانف جلد اول۔ص 350۔مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

الغرض وہ نور پاک حضرت خیرالوریٰ
شمس کے مانند جب برج حمل میں آ گیا

شام مثل صبح گھر سے آپ کے روشن ہوا
بلکہ تھی ساری زمیں اس وقت واں چہرہ نما

ہو نہ کیوں کر روشنی تھی آمد عالی جناب
صبح صادق چاہئے قبل طلوع آفتاب

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سوال:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ثور بن زید نے بعض اہل علم سے مجھے بیان کیا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی سے منقول ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اپنے متعلق آگاہ فرمائیں۔

Marfat.com

''ہاں'' میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ میں اپنے محترم بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ میں وہ خواب ہوں جو میری والدہ محترمہ نے اس وقت دیکھا تھا جب میں ان کے صدف بطن میں قرار پذیر ہوا تھا۔ انہوں نے ملاحظہ کیا کہ ان سے ایک نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔ (مزید طویل عبارت سے مختصر کیا گیا)

(شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص: 397-396۔ مولف امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انواراللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

جب ولادت کا زمان باسعادت آ گیا
پہنچیں خدمت کے لئے جلدی سے مریم آسیا

باندھیں حوروں نے پرے جس سے تھا سارا گھر بھرا
اور ملائک آفتابے لے کھڑے تھے جا بجا

شب برات و قدر ہو جس پر فدا کیا رات تھی
تھا نمایاں جلوۂ شان خدا کیا رات تھی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کا خواب:

ورویا امی رات حین وضعتنی۔

اور بدستور اول امر میرا، خواب دیکھنا ہے میری والدہ کا۔ دیکھا انہوں نے جب تولد کیا مجھ کو'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو انہوں نے

Marfat.com

خواب میں دیکھا۔

وقد خرج لها نوراً

ترجمہ: اور تحقیق ظاہر ہوا ان کے لئے نور۔

اضاء لها منه قصور الشام

جس سے روشن ہوئے ان کے لئے شام کے محل۔ یعنی حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت آمنہ محترمہ سے ایک نور ظاہر ہوا کہ ملک شام کے دیار وامصار روشن ہو گئے۔

دراصل حضور ﷺ کی والدہ کو دو دفعہ نور نظر آیا۔ ایک خواب میں جب آپ حاملہ ہوئیں اور دوسری بار وضع حمل کے وقت، چنانچہ تاریخ البدایہ ابن کثیر باب صفت مولودہ میں ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ آمنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا وقت قریب آیا اور حضور ﷺ میرے بدن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے باعث مشرق سے مغرب تک روشنی پھیل گئی اور بصریٰ شہر جو ملک شام میں ہے۔ اس کے محل نظر آنے لگے اور اس شہر کے اونٹوں کی گردنیں بھی دکھائی دینے لگیں۔''

(جمال مصطفیٰ ﷺ۔ ص 166 مصنف حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی۔ مطبع اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی طبع اول مارچ 1997ء)

انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

تھا فقط منظور کہلانا بشر ورنہ وہ نور
جس کی دولت آدم و جملہ جہاں کا ہو ظہور

اس کو رحم مادر و صلب پدر تھے کیا ضرور
عقل عاجز ہے یہاں اور فہم ہے جفت قصور

Marfat.com

جب خدا قدرت نمائی کا کوئی ساماں کرے
کیا ہے جز تسلیم مقدور اور جو انساں کرے

ایک جدید تحقیق:

دراصل یثرب تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (شعبۃ الحمد) کے ننھیال تھے ان کے والد گرامی ہشام (عمرو العلا) بن عبد مناف نے یثرب میں بنو عدی بن نجار کی ایک معزز اور پروقار بیوہ خاتون سلمی بنت عمرو سے نکاح کیا تھا اور چند روز اپنے سسرال میں رہ کر شام چلے گئے تھے اور فلسطین کے شہر غزہ میں جا کر بیمار پڑ گئے اور فوت ہو گئے، حضرت شیبۃ الحمد (بعد میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ) اپنے جلیل القدر پوتے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے، بے چاری سلمی بنت عمرو پہلے احیحہ بن جلاح کی بیوہ کے طور پر دو یتیم بچوں کی پرورش کر رہی تھیں، اب ہاشم کی بیوہ بننے کے بعد تیسرے یتیم بچے (شیبۃ الحمد) کی پرورش کی ذمہ داری بھی آن پڑی، مگر سلمی بڑی بہادر اور حوصلہ مند خاتون تھیں، انہوں نے احیحہ کے دونوں بیٹوں اور ہاشم کے ایک بیٹے کی پرورش اور تربیت ایک عظیم عرب ماں کے انداز میں کی تھی۔

(ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، ایک تحقیقی مطالعہ صفحہ 165 تحقیق کار۔ ضیاء المصطفیٰ محسن۔ ایم فل اسلامیات۔ مذکورہ کتاب۔ نفس اسلامی ڈاٹ کام۔)

بہر حال سیرت نگاروں اور تذکرہ نویسوں کی اس غلطی کا سبب اور اصل ماخذ معلوم کرنا ضروری ہے، دراصل یہ غلطی یا تو ابن اسحاق اور ابن ہشام کے کسی نسخہ نویس کی ہے جس نے فی اخوال ابیہ (اس کے والد کے ننھیال) اور فی اخوال جدہ (ان کے دادا کے ننھیال) میں لکھ دیا اور بعد میں آنے والے تمام حضرات اسی طرح نقل کرتے چلے آرہے

Marfat.com

ہیں۔شاید یہ اس لئے ہوا کہ باپ اور دادا کے ننھیال بیٹے اور پوتے کے ننھیال بھی مراد لئے جا سکتے ہیں؟ مگر عربی زبان اور عرب معاشرہ میں اس کا کوئی ثبوت یا جواز نہیں مل سکتا۔ یہ تو درست ہے کہ یثرب کے بنوعدی بن نجار اوس وخزرج کے ان قبائل میں سے تھے جو بڑے سخی، فراغ دل اور مہمان نواز تھے، اس لئے وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ یا شیبۃ الحمد کی طرح ان کے بیٹے اور پوتے کا استقبال بھی اسی طرح کرتے ہوں گے جس طرح وہ اپنے نواسے کا کرتے تھے تاہم اس صورت میں بھی ہمارے سیرت نگار اور تذکرہ نویس اپنی غلطی سے بری الذمہ کسی طرح بھی قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

(ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک تحقیقی مطالعہ ص 165، تحقیق کار۔ضیاء المصطفیٰ محسن۔ایم فل اسلامیات۔مذکورہ کتاب۔نفس اسلامی ذات کام۔)

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی رحلت مبارکہ:

محبوب کون ومکاں سرورِ دو جہاں شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جہان فانی کی زندگی کے چھٹے برس میں قدم رکھا ہی تھا کہ مادر مہربان سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا ننھیال سے ملنے کے بہانے اپنے محبوب ومکرم مرحوم شوہر کی قبر اقدس کی زیارت کا شوق دل میں رچائے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور اپنے نورِ نظر محبوب مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لئے حضرت عبدالمطلب[1] سے اجازت لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئیں وہاں ایک ماہ تک ''دار نابغہ'' میں قیام کیا۔ پھر رخت سفر باندھا اور واپس مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئیں، یہاں تک کہ مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلہ پر ''ابواء'' پر پہنچیں تو انتقال فرما گئیں۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ غالباً پیارے شوہر کی جدائی کا وہ غم جس سے ابھی تک سینہ سلگ رہا تھا، قبر کی زیارت نے اس کو مزید ہوا دے دی اور جب قبر سے بھی جدائی اختیار کرنی پڑی تو

(۱) بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عبدالمطلب اس سفر میں ان کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

Marfat.com

غم کی وہ آتش سوزاں بھڑک اٹھی اور ابواء تک پہنچتے پہنچتے اپنا کام دکھا گئی اور یوں وہ پیکر مہر و وفا شوہر نامدار کی محبت میں حیات مستعار کی بازی ہار گئیں۔

مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مادر محترم سے وابستہ یادیں:

حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی رحلت مبارکہ کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھٹے برس میں تھے۔ والد ذی وقار کا سایہ پہلے ہی سر سے اٹھ چکا تھا۔ اب والدہ محترمہ بھی داغ مفارقت دے گئیں اور خالق حقیقی سے جاملیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صدمہ سے نڈھال زار وقطار رو رہے تھے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی حالت بھی قابل دید نہ تھی، وہ خود بھی رو رہی تھیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دلاسہ دے رہی تھیں۔

حافظ ابی نعیم بسند زہری، اسماء بنت جرہم (رضی اللہ عنہا) روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت میں بھی حاضر تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ سال کے بچے تھے اور والدہ ماجدہ کے سرہانے غمزدہ بیٹھے (رو رہے) تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص 38۔ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مطبع زمان پریس دہلی۔ 6 بار دوم 2001ء)

رحلت مبارکہ کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر احباب کے ساتھ اپنے ننھے ننھے مبارک ہاتھوں سے قبر انور کی مٹی برابر کی اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئیں اور مکہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کے حوالہ کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً ان باتوں کو یاد فرمایا کرتے تھے جو والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے قیام مدینہ منورہ کے دوران دیکھی تھیں اور جب اس مکان کو ملاحظہ فرماتے کہ جس میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے قیام فرمایا تھا تو فرماتے: ''یہ وہ مکان ہے جس میں میری والدہ محترمہ نے رہائش رکھی تھی اور مجھے دیکھ کر یہودی کہا کرتے تھے کہ یہ اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر آپ کی جائے ہجرت ہے، مجھے یہ

Marfat.com

سب باتیں یاد ہیں۔"

(مداراج النبوۃ جلد دوم ص 38۔ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مطبع زمان پریس دہلی۔ 6 بار دوم 2001ء)

شواہد النبوۃ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دن ایک یہودی مجھے ملا اور بڑے غور کے ساتھ میری طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے میری پشت کی طرف دیکھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نے پوچھا، اے لڑکے تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا "احمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اس نے میری پشت کی طرف دیکھ کر (جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی) کہا: آپ اس امت کے پیغمبر ہیں پھر مجھ سے مختلف قسم کے سوالات کرنے لگا اور لوگوں کو بھی بتانے لگا: میری والدہ محترمہ اس واقعہ سے ڈر گئیں اور ہم مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

(شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اهل الفتوۃ صفحہ نمبر 60۔ از حضرت علامہ نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 898ھ ترجمہ بشیر حسین ناظم ایم اے ناشر محل پبلی کیشنز دہلی سن 1989ء)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وقت وصال اشعار:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے متعلق ایک خاص واقعہ منقول ہے جسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔ حضرت ام سماعہ بنت ابورہم رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت پانچ سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سر کے قریب تھے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کے رخ انور کو دیکھے جا رہی تھیں۔

اور اسی عالم میں حسرت و یاس میں دیکھتے ہوئے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابن کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظر کی اور مخاطب کرتے ہوئے ان اشعار کو کہا:

Marfat.com

بارك فيك الله من غلام
يا ابن الذى من حومة الحمام

نجابعون الملك المتعام
قودى غداة الضرب بالسهام

بمائة بن ابل سوام
ان صح ما ابصرت فى المنام

فانت مبعوث الى الانام
من عند ذى الجلال والاكرام

تبعث فى الحل وفى الحرام
تبعث فى التحقيق والاسلام

دين ابيك البر ابراهام
فالله انهاك عن الاصنام

ان لا توالیہا مع الاقوام۔ (المواہب اللدنیہ بحوالہ دلائل النبوۃ)

اشعار کا ترجمہ:

اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں برکت رکھے، اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ

Marfat.com

کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے اگر وہ ٹھیک اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تو سارے جہاں کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی اس پاک وصیت میں جو فراق دنیا کے وقت اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کی بحمد للہ توحید و ردشرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دین اسلام ملت پاک ابراہیم علیہ السلام کا بھی پورا اقرار اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں، پھر اس سے بالاتر حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیان بعثت عامہ کے ساتھ، وللہ الحمد۔

(رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد 30۔ص 301-302۔ اشاعت مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات ایڈیشن باررو م مارچ 2006ء)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر جنات کا نوحہ:

حضرت ام سماعہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر ہم نے جنات کو روتے اور نوحہ خوانی کرتے سنا جو اشعار جنات نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر کہے، ان میں چند درج ذیل ہیں۔

نبکی الفتاة البرة الامینة
ذات الجمال والعفة الرزینة

زوجة عبدالله والقرینة
ام نبی الله ذی السکینة

Marfat.com

و صاحب المنبر بالمدینة
صارت لدى حفرتها رهينة

ترجمہ: ہم روتے ہیں اس پاکباز، امینہ اور نوجوان بی بی کی موت پر جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صاحب قرینہ زوجہ مکرمہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو سکون و راحت دینے والی والدۂ معظّمہ ہیں آپ ان کی امی جان ہیں جو مدینہ منورہ میں صاحب منبر ہوں گے، وہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لئے چلی گئیں۔

Marfat.com

والدین مصطفیٰ ﷺ کا عقیدۂ ایمان

یہ مذکورہ بالا استدلال قائم کرنے کے بعد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے منقولہ بالا کلام کو دیکھ ہی رہے ہو کہ اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ اقوام عرب کے اصنام پرستوں کے ساتھ دوستی اور موالات کا انکار موجود ہے، اور کتنی وضاحت کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین کی حقانیت کا اعتراف کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی یہ پیشن گوئی بھی فرمائی گئی ہے کہ ان کے لخت جگر ﷺ اہل عالم کی طرف خدائے ذوالجلال والاکرام کا دین اسلام لے کر مبعوث ہونے والے ہیں، یہ ایسے کلمات طیبات ہیں جو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ذات اقدس کے معاذ اللہ مشرکہ ہونے کے قطعی طور پر نفی کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بھی یہی شان ہے، دونوں مقدس ہستیاں ساری زندگی بتوں سے مجتنب رہیں، جاہلی حرکات سے پرہیز کیا، باوقار ستھری اور پاکیزہ زندگی گزاری جس میں شرک کا کوئی دخل نہیں تھا اور اس دور کے حوالے سے یہی سامان نجات تھا۔

بات صرف والدین کریمین ہی کی نہیں، ہمارا عقیدہ تو صحابہ کرام کا عقیدہ ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ مردوں میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور عورتوں میں حضرت حوا علیہا السلام سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک پاک صلبوں اور رحموں میں نور مصطفیٰ ﷺ منتقل ہوتا گیا یہ تمام شرک تو کیا بلکہ زنا سے بھی پاک وصاف رہے، جبکہ جس مرد کی بھی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ چمکتا ان کا حسن دوبالا ہوتا تھا عورتیں ان پر عاشق ہوتی تھیں مگر خدا تعالیٰ

Marfat.com

کو یہ منظور تھا کہ حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو کسی قسم کے عیب کا دھبہ نہ لگے۔

حضرت شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اپنی کتاب مقاصد الاسلام حصہ یاز دہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام قتیلہ تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر عاشق ہوئی۔ بہت کچھ چاپلوسی کی یہاں تک کہ سو اونٹ دینا قبول کیا مگر آپ نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور صاف جواب دے دیا کہ اس کام کو میں اپنی عزت ریزی سمجھتا ہوں۔ مواہب لدنیہ میں متعدد روایتیں نقل ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک کوئی اہل جاہلیت کے نکاح سے پیدا نہیں ہوا۔

غرضیکہ کل خاندان نبوی اس قسم کے نکاح سے پاک تھا اس نور مبارک سے جیسے آدم علیہ السلام کو فضیلت حاصل ہوئی، جہاں جہاں وہ نور منتقل ہوتا گیا ان کو فضیلت حاصل ہوتی گئی، جس سے ثابت ہوا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کُل سلسلہ نسب میں موحد ہی نہیں بلکہ اتقیا بھی تھے۔

افسوس صد افسوس:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی حیات مقدسہ پر ایک نظر ڈالی جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی اس گروہ کی ایک فرد تھیں جن کی زندگی میں شرک اور بت پرستی کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا، دوسرے لوگ تو صرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد و بعثت کے بارے میں سن کر راہ حق کے مسافر بنے تھے مگر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بچشم خود اس آمد کا مشاہدہ کیا تھا، انوار کی بارش دیکھی، خواب میں اور پھر بیداری میں شام کے محلات کا نظارہ کیا، غیبی ہدایات پائیں اور آسمانی مبارک بادیاں وصول کیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آئیں تو شق صدر کے واقعہ کے باعث تشویش کا شکار تھیں۔ آپ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر سے فرمایا۔ کیا تمہیں اس پر شیطانی اثرات کا اندیشہ ہے؟ ہرگز نہیں، بخدا شیطان کو

Marfat.com

اس پر کوئی قدرت نہیں ہوسکتی، میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔

معارج النبوۃ کے حوالہ سے واقدی سے منقول ہے کہ جب مشرکین مکہ جنگ احد کے لئے مدینہ کی طرف رواں تھے تو مقام ''ابواء'' جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر اطہر ہے، انہوں نے چاہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کو کھود کر ہڈیاں نکال لیں تاکہ اگر بالفرض ہماری عورتیں ان کی قید میں چلی جائیں تو ہم کہیں کہ تمہاری والدہ کی عظام رمیم یعنی قبر کی ہڈیاں ہمارے قبضہ میں ہیں تو لامحالہ اس کے بدلہ میں ہماری عورتوں کو واپس کردیں گے اور اگر ہماری عورتیں ان کی قید میں نہ آئیں تو ہم مال کثیر کے بدلہ میں یہ ہڈیاں ان کے حوالہ کردیں گے، جب انہوں نے اپنے سردار ابوسفیان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو اس نے ان کی رائے کو بودہ (اوچھی اور ہلکی بات) اور کم عقل قرار دیا اور کہا کہ بنو بکر اور بنو خزاعہ جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حلیف ہیں اگر وہ اس بات پر مطلع ہوجائیں گے تو وہ ہمارے مردوں کی تمام قبروں سے ان کی ہڈیاں نکال لیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص 195۔ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مطبع زمان پریس دہلی۔ 6 بار دوم 2001ء)

غور فرمایئے کہ دشمن اسلام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر اطہر کو مٹانے سے اس لئے ڈر گئے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو حلیف آڑے آئیں گے افسوس صد افسوس کہ اسلام کے ابتدائی دور میں قبر آمنہ رضی اللہ عنہا کو گرانے اور شہید کرنے والوں کو صرف دو حلیف کا خطرہ تھا لیکن آج اسلام کی دعویدار بے شمار سلطنتیں موجود ہونے کے باوجود کسی نے بھی انہیں اس مضموم حرکت سے روکنے کی ہمت نہ کی۔

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پر اعتراضات کے جوابات:

اعتراض نمبر 1: مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا، میرا اور تمہارا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

Marfat.com

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة، حدثنا عفان، حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن انس ان رجلاً قال یارسول الله، این ابی؟ قال: "فی النار". فلما قفی، دعاه فقال: ان ابی واباك فی النار۔

(مسلم شریف تذکرہ باب ان من مات علی الکفر فھو فی النار)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ میرا باپ (مرنے کے بعد) کس جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا (دوزخ کی) آگ میں ہے، جب وہ شخص اٹھ کر جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا، بے شک میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہے۔

جواب نمبر 1: حدیث مذکورہ کے الفاظ ''متفق علیہ'' نہیں ہیں اور بوجہ ضعف کے عیب ونقص کی وجہ سے معتبر نہیں۔

ضعیف احادیث کے بارے میں محدثین وفقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ فضائل و کمالات میں ان کا اعتبار ہوسکتا ہے لیکن ایسی حدیث سے عیب اور نقص کا ثبوت نہیں کیا جاسکتا۔ اس قاعدہ کے بعد ہم علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث بالا کے الفاظ کے متعلق توضیح وتشریح اور حدیث کے جواب میں مکمل بحث مسالک الحنفاء میں درج ہے۔ یہاں بحث کا مختصر خلاصہ درج ہے۔

ان ابی واباك فی النار کے الفاظ جس روایت میں ہیں۔ اس کے راوی حضرت حماد اتنے مضبوط نہیں جس قدر ان کے ہمعصر اور استاد بھائی حضرت معمر ہیں۔ دونوں اپنے شیخ حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ذکر کرتے ہیں لیکن حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں اور حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں نہیں۔ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مضبوط ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کوئی روایت ذکر نہ کی لیکن حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بخاری ومسلم میں موجود ہیں۔ پھر اسی مضمون کی ایک اور سلسلہ

Marfat.com

سے حدیث بھی کتب حدیث میں موجود ہے جسے طبرانی، بیہقی اور ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا۔اس میں بھی یہ الفاظ موجود نہیں تو ان واقعات و شواہد کے پیش نظر نتیجہ یہ نکلا کہ الفاظ مذکورہ حماد راوی کی طرف سے روایت بالمعنی کی صورت میں ذکر ہو گئے لہٰذا ان الفاظ کو بطور استدلال پیش کرنا حقیقت حال سے بے خبری کے مترادف ہے۔

اعتراض نمبر 2: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والدین کا مقام اخروی معلوم کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے بارے میں سوال کرنے سے منع کر دیا۔

جواب نمبر 2: (1) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں جن احادیث میں کفر و شرک کا اثبات ملتا ہے وہ ضعیف ہیں۔

(2) ''کاش مجھے پتہ چل جاتا کہ میرے والدین کہاں ہیں؟'' یہ روایت کسی معتمد کتاب میں موجود نہیں ہے۔

(3) سورۂ بقرہ آیت 119 من جملہ ان آیات میں سے ہے جو بنی اسرائیل کے کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔یہ بات حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

(4) ''جحیم'' دوزخ کے چھٹے طبقہ کا نام ہے جس کا عذاب پہلے پانچ طبقات سے کہیں بڑھ کر شدید ہے لہٰذا اس میں جانے والے بھی سخت نافرمان ہوں گے۔جیسا کہ ابوجہل ہے۔اہل فترت نافرمانوں میں اول تو شمار ہی نہیں اور اگر ہیں بھی تو بہت معمولی درجہ کے۔اس لئے ان کا جحیم میں جانا غیر معقول ہے۔

(نور العینین فی ایمان ابائی سید الکونین از علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

اعتراض نمبر 3: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ملیکہ کے بیٹوں کو کہا تھا۔تمہاری اور میری ماں جہنم میں ہیں۔(المستدرک جلد دوم باب ذکر صفت حوض الکوثر)

جواب نمبر 3: مذکورہ حدیث کا آخری حصہ پہلے حصہ کی تشریح کر رہا ہے۔وہ اس طرح

Marfat.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل کو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ عطا کر دے گا جو میں اپنے والدین کے لئے مانگوں گا اس میں صاف صاف ارشاد ہے کہ آپ جتنا بڑا مرتبہ ان کے لئے مانگیں گے عطا ہوگا، اگر آپ ان کے لئے جنت میں اعلیٰ مرتبہ کا سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو اعلیٰ مرتبہ عطا فرمادے گا اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جس شخص کا انتقال کفروشرک پہ ہوا ہو وہ جنت کے اعلیٰ درجہ میں تو کیا سرے سے جنت میں ہی نہیں جا سکتا تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے والدین کریمین زمانہ فترت میں انتقال فرمانے کی وجہ سے جنتی تو ہیں لیکن ادنیٰ مرتبہ میں اس لئے آپ بروز قیامت مقام محمود پر تشریف فرما ہوتے ہوئے ان کے لئے اعلیٰ مرتبہ کا سوال کریں گے، لہٰذا یہ حدیث ان کے دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ ابتدائے حدیث میں آپ نے ملیکہ کے بیٹوں کو کہا کہ میری اور تمہاری ماں دوزخی ہیں تو اس کا ایک جواب سیرت حلبیہ کے حوالے سے یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو پھر آپ کا ان دونوں نوجوانوں کو یہ کہنا اس وقت تھا جبکہ آپ نے اپنی والدہ کو دوبارہ زندہ کر کے ایمان سے مشرف نہیں فرمایا تھا اور اس کی مثال بعینہٖ آپ کے والد گرامی کے بارے میں اسی مستدرک میں گزر چکی ہے اور اگر اس حدیث کو صحیح ہی تسلیم نہ کیا جائے تو پھر قابل استدلال نہیں رہتی۔ یاد رہے کہ صاحب المستدرک علامہ الحاکم کا کسی حدیث کو تنہا صحیح کہہ دینا اسے بالاتفاق صحیح نہیں قرار دیا جاتا۔

حوالہ ملاحظہ ہو، عبارت کا ترجمہ (سیرت حلبیہ جلد اول باب وفات امہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان دو شخصوں کو یہ فرمانا جائز ہے کہ میری اور تمہاری ماں دوزخ میں ہیں جبکہ اس روایت کو بموجب دعویٰ المستدرک صحیح مان لیا جائے، یہ اس وقت کی بات ہو جب آپ نے اپنی والدہ کو دوبارہ زندہ کر کے اپنے اوپر ایمان لانے کا موقع عطا نہ فرمایا جیسا کہ اس کی نظیر آپ کے والد ماجد کے بارے میں اس سے پہلے گزر چکی ہے اور ہم نے جو یہ کہا کہ ''اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا جائے'' یہ اس طرف اشارہ ہے کہ علوم حدیث

Marfat.com

میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ الحاکم نے المستدرک میں جس حدیث کو انفرادی طور پر اپنے حوالہ سے صحیح کہا۔ یہ صحت قابل قبول نہیں کیونکہ المستدرک میں انہوں نے کافی تساہل سے کام لیا اور کسی حدیث کے صحیح کہنے میں پوری احتیاط نہیں برتی۔ امام ذہبی نے اس حدیث کو ضعیف ہونا بیان کیا ہے اور یہاں تک کہ اس کے عدم صحت پر انہوں نے قسم کھائی ہے۔

مکمل بحث کا خلاصہ:

المستدرک کی روایت کو لے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ یا والدین کریمین کا دوزخی ہونا ثابت کرنا قطعاً قابل التفات نہیں، اگر روایت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو بھی ملیکہ کے بیٹوں کی ماں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی والدہ کو دوزخی کہنا اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ نے اپنی والدہ کو زندہ کرنے کے بعد ایمان نہیں عطا فرمایا تھا، اور اگر روایت ہی صحیح نہ ہو جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ثابت کیا گیا ہے کہ حاکم کی تصحیح تنہا کافی نہیں ہوتی اور یہ بات درست بھی ہوئی کیونکہ اسی روایت کے ایک راوی عثمان بن عمیر ضعیف، متروک، غالی فی التشیع اور قائل رجعت ہوتے ہوئے ناقابل حجت بھی ہے۔ اسی راوی کے ہوتے ہوئے حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا تھا تو معلوم ہوا کہ حضرات محدثین کرام کا فیصلہ درست ہے کہ حاکم کی تصحیح سے ضروری نہیں کہ واقعی حدیث صحیح ہو، لہٰذا ایسی روایات سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ اور والد گرامی کے ایمان سے انکار اور ان کے دوزخی ہونے کا اقرار کسی طرح بھی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

(نور العینین فی ایمان ابائی سید الکونین از علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

اعتراض نمبر 4: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے والدہ کے لیے استغفار کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا "مشرک کے لیے استغفار نہ کرو"

Marfat.com

انه استغفر لامه فضرب جبرئيل فی صدره وقال لا تستغفر لمن مات مشركاً

(مسالک الحنفاء: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی تو جرائیل نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا۔ اس آدمی کے لئے آپ دعائے مغفرت نہ کریں جو بحالت شرک مر گیا ہو۔

جواب نمبر 4: علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کا جو جواب دیا وہ بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

واما حديث ان جبرئيل ضرب فی صدره وقال لا تستغفر لمن مات مشركاً فان البزار اخرجهٗ بسندٍ فيه من لا يعرف واما حديث نزول الاية فی ذالك فضعيف ايضاً.

(نور العینین فی ایمان ابای سید الکونین از علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: ترجمہ بہرحال وہ حدیث کہ جس میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی تو جرائیل نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کسی مشرک کے لئے استغفار نہ کرو تو یہ حدیث بزار نے بیان کی ہے اور اس کی سند میں کچھ ایسے راوی ہیں جو مجہول ہیں اور اس حدیث میں موجود بات کی تائید کے لئے جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آیت لاتسئل عن اصحاب الجحیم نازل ہوئی۔ یہ بھی روایت بالکل ضعیف ہے۔

والدہ کے لئے استغفار سے منع کی ایک توجیہ اور اس کی تردید سیرت حلبیہ میں درج ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت نہ دینا اس قول کے مطابق ہے کہ اہل فترت وہ لوگ جنہوں نے اپنا دین تبدیل نہیں کیا یا بتوں کی پوجا کی۔ وہ عذاب

Marfat.com

سے نہیں بچیں گے، تو اس سے معلوم ہوا کہ ان قائلین کے نزدیک سرکار دو عالم ﷺ کی والدہ اگرچہ اہل فترت میں سے تھیں لیکن انہوں نے یا تو دین ابراہیمی کو تبدیل کر دیا یا پھر وہ بت پرست ہوں گی۔ تبھی ان کو عذاب دیا جا رہا ہے، استغفار سے منع کر دینے کو اس قول پر درست سمجھنا قول ضعیف ہے۔

کیونکہ اس قول کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ایمان اور توحید کا وجوب از روئے عقل ہے۔ اکثر اہل سنت وجماعت اس وجوب کے قائل نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کوئی رسول بھیج دیں تو پھر یہ دونوں باتیں واجب ہوتی ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد عربوں کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجے گئے اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی رسالت ان کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہوگئی جیسا کہ بقیہ رسولوں کی رسالت کا معاملہ ہے، کیونکہ کسی رسول کے وصال فرمانے کے بعد اس کی رسالت کا باقی اور ثابت رہنا نہیں ہے۔ یہ صرف اور صرف ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے، لہٰذا اہل سنت و جماعت کے اس عقیدہ کے پیش نظر اہل عرب وہ جو اہل فترت ہوئے ان پر کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا، جو احادیث اہل فترت کے افراد کو عذاب دینے کے بارے میں آئی ہیں ان کی تاویل کی گئی ہے یا وہ اسلام پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے لئے بطور ڈانٹ بیان ہوئیں۔

نوٹ: ایک اصولی بحث ہے کہ ہر چیز کا اچھا برا ہونا کس پر موقوف ہے؟ اشاعرہ کا نظریہ ہے کہ اس کا فیصلہ شریعت کرے گی یعنی ہر چیز کا حسن و قبح شرعی ہے اور وہی حاکم بھی ہے۔ احناف کا یہ نظریہ ہے کہ ہر چیز کا حسن و قبح موقوف علی الشرع نہیں لیکن اس کا حکم وہ بھی شرع کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔ صاحب سیرت حلبیہ اول الذکر گروہ سے متعلق ہیں۔ ان کا اہل فترت کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ چاہے کچھ بھی کرتے رہیں عذاب میں گرفتار نہیں کئے جائیں گے، کیونکہ ان کے نزدیک عذاب دینے کا دارومدار انبیائے کرام کی بعثت پر موقوف ہے۔ وہ اہل فترت کہلاتے ہی اس لئے ہیں کہ ان کے پاس کوئی پیغمبر نہ آیا تو پھر وہ

Marfat.com

چاہے دین ابراہیمی کو تبدیل کریں یا کوئی اور خلاف ورزی کریں۔ان کی گرفت نہ ہوگی اسی لئے سیرت حلبیہ کے حوالے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کا معذب ہونا ثابت نہیں کیا جاسکتا بلکہ اگر مذکورہ حوالہ کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین معذب بھی نہیں اور انہوں نے اپنی زندگی میں شرک بھی نہیں کیا، اشاعرہ و ماتریدیہ کے نزدیک مشرک کے بجائے موحد ہیں تو پھر ان کا جنتی ہونا تمام اہل سنت کا متفق علیہ مسئلہ ہوا، اس لئے اس اصولی بحث کے پیش نظر صاحب سیرت حلبیہ نے اپنا نظریہ بیان کیا ہے۔(نور العینین فی ایمان ابائی سید الکونین از علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

جحیم دوزخ کا کونسا درجہ ہے:

لھا سبعۃ ابواب کی تفسیر میں مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ سات دوزخوں میں پہلی جہنم، دوسری لظی، تیسری حطمۃ، چوتھی سعیر، پانچویں سقر، چھٹی جحیم اور ساتویں ھاویہ ہے، جبکہ کہا گیا ہے کہ جحیم میں ابوجہل ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور احناف پر اعتراض:

مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے مسلمان ہونے کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور اس کے خلاف بھی کچھ لوگوں نے کافی ورق سیاہ کئے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اہل سنت کے امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام اعتراض پیش کیا ہے اور امام اعظم رضی اللہ کی عنہ کی طرف سے والدین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدم ایمان کی نسبت ''فقہ اکبر نامی کتاب'' کے حوالے سے پیش کی گئی ہے۔شیعہ مولوی غلام حسین نجفی نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ''فقہ حنفیہ'' پر اعتراضات کرتے ہوئے ایک اعتراض کیا ہے(ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔ پانچویں فصل۔ صفحہ نمبر 261)

اس اعتراض پر تفصیلی بحث سے پہلے فقہ اکبر کے جو نسخے احقر کی نظر سے گزرے،

Marfat.com

اس کی تفصیل درج ہے۔

فقہ اکبر کے نسخوں کا فرق:

بعض نسخوں میں القرآن منزل علی الرسول علیہ السلام کی شرح میں والفضل لا تفاوت بینھما کے بعداور وقاسم وطاھر و ابراھیم کانوا بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے ووالدا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماماتا علی الکفر فقہ اکبر کے جو نسخے میری نظر سے گزرے، ان میں چند نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے چند نسخوں میں عبارت موجود ہی نہیں ہے اور چند میں ایک ''ما'' کے بغیر ہے۔

والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور فقہ اکبر:

ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مومن تھے اور وہ مرتبہ صحابیت پر تھے اور وہ جنتی ہیں۔

والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایمان کا مسئلہ کوئی اجتہادی مسئلہ نہیں اور نہ اس کا تعلق کسی فروعی اعمال سے ہے جس میں کسی امام کی پیروی یا تقلید کی جائے بلکہ اس کا تعلق اصول و عقائد سے ہے جس میں ائمہ مذاہب کا کوئی اختلاف نہیں۔

اعتراض والزامی جواب:

رہی یہ بات کہ ہم حنفیوں کے امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب ''فقہ اکبر'' کے چند مصری نسخوں میں یہ عبارت ووالدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الکفر (نعوذ باللہ) موجود ہے۔ ان حضرات کے لئے جو اس عبارت کے ہونے پر یقینی جان کر بغض کے سبب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں ان کے لئے الزامی جواب یہ ہے۔

فقہ اکبر کے بارے میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ امام اعظم کی کتاب ہی نہیں۔

Marfat.com

خود مشہور بن حسن نجدی (جس نے رسالہ شائع کیا ہے) لکھتے ہیں:

فی صحة نسبة الکتاب لامام ابی حنیفة رحمه الله وقفة لانه متضعن مسائل لم یکن الخوض فیها معروفاً فی عصره ولا العصر الذی سبقه۔

اس کتاب کی امام اعظم کی طرف نسبت کرنے میں توقف ہے کیونکہ اس میں ایسے مسائل کا ذکر ہے جو ان کے دور میں معروف نہ تھے اور نہ ان سے پہلے دور میں، آگے امام ذہبی کے حوالے سے لکھا:

بلغنا عن ابی مطیع الحکم بن عبدالله البلخی صاحب الفقه الاکبر

ہمیں یہ بات ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی سے پہنچی ہے جو فقہ اکبر کے مصنف ہیں پھر اس پر ناصر الدین البانی کا یہ نوٹ لکھا:

فی قول المولف صاحب الفقه الاکبر اشارة قویة الی ان کتاب الفقه الاکبر لیس للامام ابی حنیفة علیه الرحمة خلافاً لما هو مشهور عند الحنفیة (کتب حذر منها العلماء 2-292)

ذہبی کے قول میں صاحب فقہ اکبر سے قوی اشارہ مل رہا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نہیں، بخلاف اس بات کے جو احناف کے ہاں مشہور ہے۔

یہی بات شیخ ابن تیمیہ نے لکھی ہے۔ الفقه الاکبر المشهور عند اصحاب ابی حنیفة الذی رووه بالاسناد عن ابی مطیع الحکم بن عبدالله البلخی ملاحظہ ہو۔

(مجموعۃ الفتاوٰی: جلد 5 ص 32 از تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی المتوفی 838ھ الطبعۃ الثالثۃ 1426ھ۔ 2005ء دار الوفاء المنصورۃ)

مشہور بن حسن نجدی، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، ناصر الدین البانی اور شیخ ابن تیمیہ کے نزدیک

Marfat.com

فقہ اکبر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہی نہیں ہے تو پھر ان کے ماننے والوں کا اس بحث سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

علمائے کرام کے تین مسلک ہیں:

پہلا مسلک یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر کے کئی نسخے جمع کر کے دیکھے گئے تو اکثر نسخوں میں عبارت بالا نہیں پائی گئی۔ معلوم ہوا کہ قلم ناسخین (نسخہ لکھنے والوں کے قلم) سے لکھی گئی ہے۔ امام صاحب سے نہیں جیسا کہ علامہ سید مرتضیٰ حنفی حدیقۃ الصفانی والدی المصطفیٰ میں اور امام ابن حجر مکی ہیتمی اپنے فتاوی میں اور علامہ سید محمد البرزنجی المدنی اپنے رسالہ میں و دیگر علماء اپنے کتب میں لکھتے ہیں۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر کا ایک قلمی نسخہ مولوی صبغۃ اللہ صاحب المعروف بہ بدرالدولہ صاحب مرحوم کے کتب خانہ میں موجود ہے جس میں مذکورہ عبارت موجود نہیں ہے۔ اس نسخہ پر حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ کی شرح ملحق ہے اس میں بھی یہ عبارت مذکور نہیں ہے۔

(ھدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی ص 456۔ تصنیف مولانا مولوی عبدالغفار شاہ صاحب معسکر بنگلوری دیوان پرنٹنگ درکس میں باہتمام بابو دیوان سنگھ پرنٹر طبع شدہ)

اس کے علاوہ احقر نے موجودہ دور میں کئی نسخوں کا مشاہدہ کیا لیکن یہ عبارت نہیں پائی گئی۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ علامہ برزنجی نے اپنے رسالہ میں کہا کہ شرح فقہ اکبر کے اکثر نسخوں میں ووالدا رسول اللہ ماتا علی الکفر (نعوذ باللہ) پایا نہیں جاتا، بالفرض پایا جائے تو احتمال ہے کہ ما ماتا علی الکفر ہو قلم ناسخین (نسخہ لکھنے والوں کے قلم) سے ما سہواً چھوٹ گیا ہو، اس کا مطلب ہوا کہ والدین مصطفیٰ ﷺ کا انتقال کفر پر نہیں بلکہ اسلام پر ہوا۔

Marfat.com

تیسرا مسلک یہ کہ ووالدا رسول اللہ ماتا علی الکفر عبارت کے موجود ہونے کو مانا جائے تو بھی ان کے عدم اسلام کو دلالت نہیں کرتا کیونکہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی ماتا علی زمن الکفر یعنی ان دونوں نے کفر کے زمانے میں انتقال پایا۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ''زمانہ فترت'' تھا جیسا کہ علامہ شامی نے ردالمختار حاشیہ درمختار میں کہا۔ زمانہ فترت سے مراد نبی ﷺ اور سابقہ نبی علیہ السلام کے درمیان کا وہ زمانہ جس میں کوئی نبی موجود نہ ہو ایسے زمانہ کو فترت کا زمانہ کہتے ہیں، چنانچہ جمہور شافعیہ واکثر حنفیہ کے نزدیک اس زمانہ میں زندگی گزارنے والے اہل نجات ہیں۔

اس کے بعد فقہ اکبر پر تفصیلی بحث پیش ہے تاکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں جمہور امت کی مخالف کرتے ہوئے ایک رسالہ ادلة معتقد ابی حنیفة الاعظم فی ابوی الرسول (والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں امام اعظم کے موقف پر دلائل) لکھا جو شیخ مشہور بن حسن نجدی کی تحقیق کے ساتھ 1993ء میں شائع ہوا، ہمیں درج ذیل وجوہ کی بناء پر اس کی اشاعت پر افسوس اور دکھ ہے۔

رجوع سے پہلے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی بنیاد درست نہیں:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس بنیاد پر یہ مسئلہ اٹھایا تھا وہ فقہ اکبر کی عبارت تھی کیونکہ انہوں نے ایک مقام پر اس موضوع کی وجہ خود لکھی ہے:

قد التمس منی بعض اخوان من اعیان الاخوان ان اکتب رسالة لمسئلة ذکر بھا الامام اعظم المعتبر فی اخر کتابه الفقه الاکبر الذی علیه مدار الاعتقاد للاکثر۔ فصرت

Marfat.com

مترددأ بين القبول والنكول فاقدم رجلاً واؤخر اخرى
خوفأمن قيام فتنه اخرى وحصول باية كبرىٰ

(البضاعۃ المرجاۃ لمن یطالع المرقاۃ:39)

مجھ سے میرے بعض اہم دوستوں نے کہا کہ میں اس مسئلہ پر رسالہ لکھوں جس کا ذکر امام اعظم نے اپنی کتاب فقہ اکبر کے آخر میں کیا ہے اور اس کتاب پر اکثر اعتقاد کا مدار ہے تو اس بات کے قبول و انکار میں فکرمند ہوا، کبھی لکھنے اور کبھی نہ لکھنے کے بارے میں سوچتا رہا کیونکہ مجھے فتنے اور بڑی مصیبت کے کھڑے ہونے کا ڈر تھا۔

خوف فتنہ کیوں:

یہاں یہ بات بھی عیاں ہونی چاہئے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں بار بار کفر پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

واما الاجماع فقد اتفق السلف والخلف من الصحابة
والتابعين والائمة وسائر المجتهدين على ذالك

(ادلۃ معتقد ابی حنیفۃ:1)

رہا معاملہ اجماع کا تو اس پر تمام سلف و خلف متفق ہیں خواہ صحابہ ہوں یا تابعین ائمہ ہوں یا دیگر مجتہدین۔

اگر اس مسئلہ پر اجماع تھا تو پھر فتنہ اور مصیبت کبریٰ کا خوف کیوں؟ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان پر اجماع تھا جس کی وجہ سے یہ خوف لاحق ہوا۔ پھر رسالہ کا خود نام بھی بتا رہا ہے کہ ان کی بنیاد فقہ اکبر کی عبارت ہی بنی تھی لیکن تحقیق کے بعد باتیں سامنے آچکی ہیں۔

اس نسخہ میں غلطی تھی:

اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ کتاب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ہی ہے جیسا کہ مشہور ہے پھر اہل علم

Marfat.com

اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ جونسخہ ملا علی قاری کے سامنے تھا اس میں غلطی تھی۔

1- امام احمد طحطاوی حنفی اسی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وما فی الفقه من ان والدیه ﷺ ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام ویدل علیه ان النسخ المعتمدة لیس فیها شئی من ذلك (حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار:2-80)

فقہ اکبر میں جو عبارت آئی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کفر پر فوت ہوئے، یہ امام اعظم پر تہمت ہے اور فقہ اکبر کے متعدد نسخے شاہد ہیں، ان میں ایسی عبارت موجود ہی نہیں۔

2- شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی تحقیق فرماتے ہیں:

وما نقل عن ابی حنیفة انه قال فی الفقه الاکبر انهما ماتا علی الکفر مردود بأن النسخ المعتمدة من الفقه الاکبر لیس فیها شئی من ذلك (الفتاوی الفقیہ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ کے حوالے سے منقول ہے کہ ''فقہ اکبر'' میں انہوں نے فرمایا والدین نبی کفر پر فوت ہوئے یہ مردود وغلط ہے کیونکہ فقہ اکبر کے معتمد نسخوں میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں۔

3- شیخ ابراہیم بیجوری رقمطراز ہیں:

واما ما نقل عن ابی حنیفة فی الفقه الاکبر من ان والدی المصطفیٰ ماتا علی الکفر فمدسوس علیه وحاشاه ان یقول ذلك وغلط ملا علی قاری غفر الله له فی کلمة شنیعة قالها

(شرح جوھرۃ التوحید)

فقہ اکبر میں امام اعظم کے حوالے سے جو نقل کیا گیا۔ حضور ﷺ کے والدین کفر پر فوت ہوئے۔ یہ سراسر تحریف وتہمت ہے اللہ کی قسم: وہ ہرگز ایسی بات نہیں کہہ

Marfat.com

سکتے۔ ملا علی قاری نے جو اس بارے میں کلمات بد کہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس پر معافی عطا فرمادے۔

4- صاحب قاموس شارح احیاء علوم الدین امام مرتضیٰ زبیدی کے استاذ امام احمد بن مصطفیٰ حلبی اس عبارت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

ان الناسخ لمارای تکرر مافی (ماماتا) ظن ان احداھما زائدۃ فحذفھا فذاعت نسختہ الخاطئہ

کاتب نے جب ماماتا میں ما کا تکرار دیکھا تو اس نے ایک کو زائد سمجھتے ہوئے حذف کر دیا تو اس وجہ سے غلط نسخہ شائع ہوگیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تشکیک:

خود ملا علی قاری بھی فقہ اکبر کے مذکورہ نسخہ کے بارے میں غیر مطمئن ہیں کیونکہ اس میں یہ عبارت بھی ہے: ورسول اللہ ﷺ مات علی الایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ایمان پر ہوا۔

اس کے تحت ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وفی نسخۃ زید قولہ ورسول اللہ ﷺ مات علی الایمان ولیس ھذا فی اصل شارح تصور لھذا المیدان لکونہ ظاھراً فی معوض البیان ولا یحتاج الی ذکرہ لعلوہ ﷺ فی ھذا الشان ولعل مرام الامام علی تقدیر صحۃ ورود ھذا الکلام انہ ﷺ من حیث کونہ نبیاً من الانبیاء علیھم الاسلام وھم کلھم معصومون عن الکفر فی الابتداء

(شرح فقہ اکبر 108 مطبوعہ مصر)

Marfat.com

فقہ اکبر کے نسخوں میں (جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تھا) امام صاحب کا یہ قول بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال بھی ایمان پر ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن یہاں اسے بطور اصل لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ معاملہ تو اس قدر واضح تھا کہ اسے بیان کی حاجت ہی نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا مقام اس سے کہیں بلند ہے، اگر اس جملہ کی صحت کو مان لیا جائے تو شاید امام کا مقصود یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابتداء سے ہی ہر کفر سے معصوم ہوتے ہیں۔

یاد رہے صحیح نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ والا نسخہ قابل اعتماد نہ تھا۔

صحیح نسخوں کا مشاہدہ:

اہل تحقیق نے محض ظن سے کام ہی نہیں لیا بلکہ مذکورہ باتوں کو ثابت کرنے کے لئے فقہ اکبر کے اصلی نسخے تلاش کئے جس کے بعد واضح ہو گیا کہ وہ نسخہ واقعتاً قابل اعتماد نہیں۔

1- امام زاہد الکوثر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر تحقیق کی اور لکھا:

وانی بحمدالله رأیت لفظ (ماماتا) فی نسختین بدار الکتب المصریه قدیمین کما رائ بعض اصدقائی لفظی (ماماتا) وعلی الفطرة فی نسختین قدیمین بمکتبة شیخ الاسلام و علی القاری بنیٰ شرحه علی نسخة الخاطئة واساء الادب سامحه الله (مقدمة العالم والمتعلم، 7)

میں نے اللہ کی توفیق سے دارالکتب المصریہ میں فقہ اکبر کے دو قدیم نسخے دیکھے جن میں ماماتا کے الفاظ موجود ہیں جیسا کہ میرے بعض دوستوں نے مکتبہ شیخ الاسلام (مدینہ منورہ) میں ایسے نسخے دیکھے جن میں ماماتا اور علی الفطرۃ کے الفاظ موجود

Marfat.com

تھے۔ ملا علی قاری نے غلط نسخہ پر بنیاد رکھی اور بے اس میں ان کو تسامح ہوا بعد میں انہوں نے اصلاح فرمائی جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

2- علامہ شیخ مصطفی حمامی مصری رقمطراز ہیں کہ امام صاحب کی کتاب کی عبارت یوں ہے:

ووالدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الفطرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین فطرت پر فوت ہوئے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

هذا الذی رأیته انا بعینی فی الفقه الاکبر للامام ابی حنیفه بنسخة بمکتبة شیخ الاسلام بالمدینة المنورة ترجع کتابة هذه النسخة الی عهد بعید حتیٰ قال لی بعض المعارفین هناك انها کتبت فی عهد العباسین۔

(الامام علی القاری واثرہ:10)

یہ الفاظ میں نے اپنی آنکھوں سے مدینہ منورہ کی شیخ الاسلام لائبریری میں امام صاحب کی کتاب فقہ اکبر کے نسخہ میں دیکھے جس کی کتابت بہت پرانی تھی، حتیٰ کہ بعض ماہرین نے بتایا کہ یہ نسخہ عہد عباسی میں تیار ہوا تھا۔

3- مکۃ المکرمہ کے عظیم محدث ڈاکٹر محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی آنکھوں سے وہ نسخہ دیکھا اور اس کا بڑا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ (الذخائر المحمدیہ:32-33)

4- جلالۃ العلم حضرت مولانا سید حبیب اللہ قادری رشید پاشاہ (رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن) اپنے مقالہ شرف نسب میں لکھتے ہیں۔

والدین کریمین کے کفر وانکار کا سوال ہی کیسے پیدا ہوگا جبکہ دور نبوت انہوں نے نہیں پایا اور عبدالمطلب سے پہلے وفات پا گئے، استاذ محترم علامہ مولانا ابوالوفاء صاحب افغانی (رحمۃ اللہ علیہ) فقیہ جامعہ نظامیہ (حیدرآباد دکن) کے لئے

Marfat.com

ماتاعلی الفکر کا جملہ بڑا ناگوار گزرا اور امام اعظم کی طرف اس عبارت کے منسوب کرنے سے انہیں بڑی تشویش ہوئی، تحقیق شروع کردی، مدینہ طیبہ کے مکتبہ شیخ الاسلام سے مراسلت کی جہاں اصل نسخہ محفوظ تھا مخطوطہ کا فوٹو منگوایا گیا (جو احیاء المعارف النعمانیہ واقع جلال کوچہ حیدرآباد میں محفوظ ہے) اصل کتاب کا فوٹو دیکھا تو "ماتا" کے اوپر ایک اور "ما" کا اضافہ پایا جو نفی کا کلمہ ہے اب قطعی تصفیہ ہوگیا کہ دونوں کفر پر وفات نہیں پائے جس کا تذکرہ سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تفصیلی ذکر ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے 9 رسائل کا مجموعہ کے مقدمہ میں حضرت مفتی محمد خان قادری لاہور نے بھی حضرت جلالۃ العلم اور حضرت افغانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ میں کیا ہے۔

ایک خوبصورت بات:

امام زاہد کوثری کہتے ہیں کہ بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں:

وابوا النبی ﷺ ماتا علی الفطرة ولفظ الفطرة سهلة التحريف الى (الكفر) فى خط الكوفى وفى اكثرها (ماتاعلى الكفر) كان الامام الاعظم يريد به الرد على من يروى حديث (ابى واباك فى النار ويروى كونهما من اهل النار لان انزال المرء فى النار لايكون الابدليل يقينى

(مقدمہ العالم والمتعلم: 7، مطبوعہ کراچی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین فطرت پر فوت ہوئے اور لفظ الفطرۃ کا کفر کے ساتھ تبدیل ہونا خصوصاً خط کوفی میں بہت آسان ہے اکثر نسخوں میں "ماماتا علی الکفر" ہی ہے جس سے امام اعظم کا مقصد ان لوگوں کا رد تھا جو یہ حدیث بیان

Marfat.com

کرتے ہیں ''ان ابی'' اور انہیں دوزخی کہتے ہیں کیونکہ کسی کو بھی دوزخی قرار دینے کے لئے دلیل یقینی کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر الفاظ یہی ہوں:

اگر یہ تسلیم کرلیں کہ نسخہ صحیح ہے اور اس کے الفاظ بھی یہی ہیں تو متعدد اہل علم نے اس کی جو خوبصورت توجیہ کی ہے، اسے تسلیم کرلینا چاہئے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا وصال زمانہ کفر میں ہوا یہ نہیں کہ وہ حالت کفر میں فوت ہوئے۔ (نعوذ باللہ منہ)

1- امام ابن حجر مکی فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ اگر ان الفاظ کو تسلیم کرلیا جائے تو:

فمعناه انهما ماتا فی زمن الکفر وهذا لا یقتضی اتصافهما به

(الفتاویٰ لابن حجر)

تو معنی یہ ہوگا کہ وہ دونوں زمانہ کفر میں فوت ہوئے اور اس سے ان کا کافر ہونا کہاں لازم آتا ہے؟

2- امام سید محمد بن رسول برزنجی مدنی (المتوفی: 1103) اس بارے میں لکھتے ہیں:

فلیس فی هذا القول تصریح بذلك لان قوله "ماتا علی الکفر" المراد بالکفر الفترة فقد تقدم ان الکفر یطلق علی الفطرة مجازاً فهو علی وزن قوله تعالیٰ علیٰ فترة من الرسل ای ماتا علی فترة من الرسل ای ماتا علی الفترة وهذا قول صحیح۔

اس قول میں ان کے کفر پر تصریح نہیں ہے کیونکہ ''ماتا علی الکفر'' میں کفر سے مراد فترت پر ہے کہ مجازی طور پر کفر کا اطلاق فترت پر ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ کا فرمان ''عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ'' تو اب معنی ہوگا وہ دونوں زمانہ فترت میں فوت ہوئے اور یہ قول صحیح ہے۔

Marfat.com

3- مولانا نجم الغنی رام پوری لکھتے ہیں اگر امام کے قول میں ''ماتا کافرین'' تو گنجائش تعجب تھی ''ماتا علی الکفر'' واقع ہوا ہے اور اس میں بڑا فرق ہے۔

(تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر' 458)

4- مجدد امت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس عبارت کی یہی توجیہہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: باعتبار اس مسلک (کہ وہ فترت پر فوت ہوئے) کے فقہ اکبر کی عبارت بھی صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں ''ماتا علی الکفر'' موجود ہے۔ ان کی تعذیب کے بارے میں کچھ مذکور نہیں۔ اب صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ ناجی ہوں گے، اگر دوسرا مسلک لیا جائے کہ وہ زندہ ہوکر ایمان لائے تو پھر یہ عبارت اس کے منافی نہیں اگر تیسرا مسلک لیا جائے کہ وہ ملت ابراہیم (ایمان اجمالی) پر تھے تو فقہ اکبر کی عبارت اس کے منافی نہیں، کیونکہ فقہ اکبر میں امام اعظم نے عدم ایمان تفصیلی کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔'' (تلخیص از فتاویٰ عزیزی: 1-295)

رسالہ کی تصنیف کے بعد:

جب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کی تکفیر میں رسالہ لکھا اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض رسائل کا رد کیا اور رات کو اس نیت سے سو گئے کہ صبح اسے مشتہر کروں گا تو صبح اٹھتے ہی سیڑھیوں سے پاؤں پھسلا اور ان کا پیر ٹوٹ گیا اور اسی شب شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ ملا علی قاری کعبہ کی چھت پر چڑھ کر گر پڑے ہیں۔ علامہ نے اس کی تعبیر یوں لی کہ قاری صاحب کو یہ رنج و تکلیف والدین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی وجہ سے پہنچی، افسوس ہے کہ قاری صاحب باوجود اس تنبیہ کے باز نہ آئے اور جرأت کر کے رسالہ علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ ابن حجر مکی نے اس کے رد میں ایک لمبا چوڑا رسالہ لکھا

Marfat.com

اورقاری صاحب (نے توبہ کی جس کی تفصیل نیچے ہے لیکن) اسی بیماری میں انتقال کر گئے۔

(ھدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی 458-459۔تصنیف مولانا مولوی عبدالغفار شاہ صاحب معسکر بنگلوری دیوان پرنٹنگ ورکس میں باہتمام بابو دیوان سنگھ پرنٹر طبع شد)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ ورجوع:

ان تمام جوابات کے علاوہ یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقف سے توبہ کرلی تھی۔محشی نبراس علامہ برخوردار رقمطراز ہیں:

فقد اخطأ و زل لا یلیق ذلك له فقال توبته من ذلك فی القول المستحسن (حاشیہ النبراس:526)

شرح شفاء سے تائید:

اس بات کی تائید خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب ''شرح الشفاء'' کے بعض نسخوں سے بھی ہوتی ہے۔اس کے دونوں مقامات ملاحظہ کرلیجئے۔

الشیخ مصطفی الحمامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو گفتگو کی ہے اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا تھا شرح شفاء کے وہ دو مقامات یہ ہیں۔

پہلا مقام: ایک مقام پر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کہ ''ذی المجاز'' کے مقام پر سواری کی حالت میں ابوطالب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے مگر پانی نہیں۔اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سواری سے اتر کر زمین پر پاؤں مارا وہاں سے پانی نکل آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چچا! یہ پانی پی لو۔اس کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ابویہ ففیہ اقوال والاصح اسلامہما علی ما اتفق الاجلۃ من

Marfat.com

الامة (شرح شفاء:1-201)

مگر آپ ﷺ کے والدین کے بارے میں مختلف اقوال ہیں مختار یہی ہے کہ وہ مسلمان تھے امت کے اکابر کا اس پر اتفاق ہے۔

دوسرا مقام: دوسرے مقام پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اما ما ذکروا من احیائه علیه الصلوٰة والسلام ابویه فالاصح وقع علی ما علیه الجمهور الثقات کما قال السیوطی فی رسائله (شرح الشفاء:1-648)

علماء نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہوکر اسلام قبول کرنا بیان کیا ہے۔ یہی مختار ہے۔ جمہور علماء امت کی یہی رائے ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر متعدد رسائل تصنیف کئے ہیں۔

یاد رہے کہ ''شرح شفاء'' ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصانیف میں سے ہے۔ یہ نسخہ ''شرح شفاء'' استنبول 1316ھ کا مطبوعہ فقیر کے پاس موجود ہے۔

ہم اپنی بات مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کے اس جملہ پر ختم کر رہے ہیں:

الحذر الحذر من التکلم بما یوذی روح المصطفیٰ ﷺ (ظفر الامانی 458)

ایسی گفتگو سے ہمیشہ بچو جو روحِ مصطفیٰ ﷺ کی اذیت کا سبب بن رہی ہو۔

عرب کے معاشرے میں دورِ فترت:

فترت: دو پیغمبروں کے درمیان کا وقفہ۔ خلا

(جامع فیروز اللغات اردو نیا ایڈیشن صفحہ 924۔ از الحاج مولوی فیروز الدین 2011ء کا ایڈیشن آصف بک ڈپو دہلی)

جس زمانے میں کوئی نبی موجود نہ ہو۔ اس زمانے کو یا اس دور کو۔ دورِ فترت کہتے

Marfat.com

ہیں۔اس دور کے لوگوں کا شریعت کا دائرہ میں یہ حکم ہے کہ اگر اس میں کوئی شخص کفر و شرک، بت پرستی اور خلاف توحید اور عقائد و اعمال سے مجتنب رہے تو وہ ناجی اور عنداللہ مقبول ہوتا ہے، ایک دین کے تفصیلی احکام پر عمل پیرا ہونا ان کے لئے لازم نہیں کیونکہ اس وقت نبی موجود نہیں ہوتا جو انہیں احکام بتائے تفصیلات سے آگاہ کرے اور اپنا اسوۂ حسنہ پیش کر کے انہیں اپنی پیروی کی تلقین کرے، اس لئے ایسے لوگوں کا توحید باری تعالیٰ کا قائل ہونا ہی کافی ہوتا ہے وہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لے آئیں، تلاش حق میں کوشاں رہیں اور جو کام اچھا سمجھیں کرتے رہیں، یہی کچھ ان کے لئے سامان نجات ہو جاتا ہے۔

یہ ایک غلط اور گمراہ کن تصور ہے کہ جو بھی دور فترت یا دور جاہلیت میں ہو، وہ کافر ہوتا ہے۔ دور جاہلیت میں چند ایسے افراد بھی تھے جو سچے دین کی تلاش میں تھے اور بت پرست قوم میں رہتے ہوئے بھی جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم و رواج سے کلی طور پر مجتنب تھے بلکہ لوگوں کو توحید کے منافی عقائد و اعمال سے روکتے بھی تھے کہ وہ ان مکروہ خرافات سے باز آجائیں۔اس سلسلے میں، ورقہ بن نوفل۔زید بن عمرو نوفل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام قابل ذکر ہیں جو جاہلی حرکات سے بیزار اور مشرکانہ رسوم کے خلاف ننگی تلوار تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اسی دور کے مسلمان ہیں جو طبعی طور پر بت پرستی سے نفور تھے اور جاہلی عادات و اطوار کو پسند نہیں کرتے تھے، وہ تاریک ترین حالات میں بھی خیر و صداقت اور صراط مستقیم کی تلاش میں سرگرداں رہے۔انہوں نے اس راہ میں ناقابل تصور تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں مگر انہوں نے حالت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، جاہلی رسوم و اطوار کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے اور سچائی کی تلاش میں مسلسل سرگرم عمل رہے جب تک کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے، اس لئے یہ کہنا کہ دور جاہلیت کا ہر فرد کافر اور جہنمی تھا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

زینی دخلان نے السیرۃ النبویہ میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

Marfat.com

وہ فرماتے ہیں۔

ولا یظن بکل من کان فی الجاهلیة انه کافر علی العموم فقد تحنف فیها جماعة

یعنی یہ گمان نہ کیا جائے کہ دورِ جاہلیت کا ہر آدمی کافر تھا کیونکہ اس میں کچھ لوگ راہ حق پر بھی تھے۔

دورِ فترت میں تین قسم کے لوگ آباد تھے:

اہل فترت کی تین اقسام ہیں۔

1- توحید پر قائم رہنے والے

2- شرک میں مبتلا ہونے والے

3- جن لوگوں تک دعوت حق نہیں پہنچی

(1) وہ لوگ جو توحید پر قائم تھے اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے تھے۔ جناب ورقہ بن نوفل، قس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل جو کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد گرامی جیسے لوگ تھے۔

(2) وہ لوگ بھی آباد تھے جو شریعت حقہ جس کے نشانات قائم ہوتے تھے، اس میں داخل ہو گئے جیسے تبع اور ان کی قوم۔

(3) بعض ایسے لوگ بھی تھے جو شریعت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ توحید کی طلب اور اللہ کی بندگی کرتے رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا انتظار کرتے رہے۔ ان میں قس بن ساعدہ ایادی کا نام عیاں ہے جنہوں نے اہل جاہلیت میں بعثت انبیاء پر ایمان لائے، تین سو اسی (380) سال تک زندہ رہے بہت سے اہل قلم نے لکھا ہے کہ چھ سو سال زندہ رہے۔ خطیب، دانا، عقلمند اور صاحب علم و فضل تھے۔

Marfat.com

قبل از اسلام عرب میں مقیم دوسرے وہ شرک میں مبتلا تھے، بتوں کی پوجا کے ساتھ ساتھ ان کے کئی خدا تھے۔ انہوں نے اصل دین تبدیل کر دیا، شرک اختیار کیا اور توحید کا انکار کر دیا اور اپنے لئے کفر، شرک اور معصیت کی راہ متعین کر لی، حرام کو حلال بھی کرتے رہے جیسے عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس بن مضر یہ پہلا شخص ہے جس نے عرب میں بت پرستی شروع کی۔ عمرو بن لحی نے قوم عمالقہ جو کہ بت پرست قوم تھی ملک شام میں بستی تھی اس قوم کے پاس سے ایک بت مانگ کر لایا اور کعبہ میں نصب کیا اس بت کا نام ہبل تھا۔

(فتح الباری۔ابن حجر عسقلانی جلد اول)

عرب میں تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جن تک حق کی دعوت پہنچی ہی نہیں۔ اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن تک دعوت حق پہنچی ہی نہیں، انہیں میں مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم بھی شامل ہیں کیونکہ ان کا دور متاخر تھا۔ تینوں اقسام کی تفصیل اوپر بتائی گئی ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے لہٰذا ان کے پیروکاروں نے بطور خاص بنی اسرائیل کو ہی تبلیغ کی اور جزیرہ عرب میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کم وبیش تین ہزار سال تک کوئی نبی مبعوث ہی نہیں ہوا تھا لہٰذا ہدایت یافتہ اور دین حنیف پر عمل پیرا لوگ بہت کم تھے، انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد تھے جو کہ دین حنیف پر عمل پیرا تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں سے کچھ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین یعنی دین حنیف پر تھے اور انہوں نے شرک کو روک کر رکھا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بتوں کی عبادت ترک کرنے والوں میں ابوبکر صدیق، زید بن عمرو بن نوفل، عبداللہ بن جحش، عثمان بن الحویرث، ورقہ بن نوفل، رباب بن البرا، اسعد بن حمیری، قس بن ساعدہ ایادی، ابوقیس بن صرمہ۔

Marfat.com

ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسالک:

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کے بارے میں علماء کے کئی مسالک وآراء ہیں جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

والدین کریمین کو کسی کی دعوت نہیں پہنچی:

والدین کریمین کو کسی کی دعوت نہیں پہنچی کیونکہ سابقہ انبیاء اور ان میں بعد زمانی تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے پھر دونوں کی عمریں بہت کم تھیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھارہ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیس سال کی عمر وفات پا گئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے درمیان تین ہزار سال کا عرصہ گزر چکا تھا لہٰذا جس کو دعوت نہیں پہنچی وہ ناجی ہے اور امتحان سے قبل عذاب نہیں ہوگا اس بات کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ (بنی اسرائیل، ۱۵)

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیجیں۔

علماء نے، ناجی اور دین فطرت پر، مسلم کے الفاظ ایسے ہی لوگوں کے لئے استعمال کئے ہیں۔

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک وکفر ثابت نہیں:

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک وکفر ثابت نہیں بلکہ وہ دونوں دین حنیف پر تھے جو ان کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا جس طرح قس بن ساعدہ ایادی اور زید بن عمرو بن نفیل اور اس طرح کے دیگر لوگ عہد جاہلیت میں بھی دین فطرت پر تھے۔

Marfat.com

والدین کریمین کا زندہ ہونا اور دوبارہ ایمان لانا:

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ زندہ کئے گئے اور وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دوبارہ ایمان لائے تاکہ مرتبہ صحابیت حاصل ہو۔ اس مسلک کو ائمہ وحفاظ حدیث کی بڑی تعداد نے اختیار کیا ہے جن کی فہرست کتاب کے آخر میں درج ہے، ملاحظہ ہو۔

اسی لئے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی اور ناجی ہیں ہرگز ہرگز آگ میں نہیں ہیں اور نہ جائیں گے۔

ان تینوں مسالک کے دلائل و براہین کے لئے اس کتاب کے شروع صفحات پر علمائے اسلام کی تصانیف کی فہرست دی گئی ہے۔ ان کتابوں سے خاص طور پر فائدہ حاصل کریں۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ دو:

علماء نے کہا ہے: لا يجوز لاحد ان يذكر ذلك کسی کے لئے جائز نہیں کہ ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موضوع بحث بنائے۔

امام سہیلی نے "الروض الأنف" میں مسلم کی حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے: "وليس لنا أن نقول نحن هذا في أبويه ﷺ" (ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم یہ بات والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہیں) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لا تؤذوا الأحياء بسبب الأموات"، مردوں کو گالیاں دے کر زندوں کو تکلیف نہ دو۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (الاحزاب، 57)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

Marfat.com

ابوالولید الباجی المالکی نے اس ضمن میں فرمایا: "انه لا يجوز ان يؤذى النبي ﷺ فعل مباح ولا غيره" بے شک جائز نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کسی مباح فعل میں ایذا دی جائے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انما فاطمة بضعة مني واني لا احرم ما احل الله ولا لكن لاء والله.
لا تجتمع ابنة رسول الله ﷺ وابنة عدو الله عند رجل ابدا

(أرشيف ملتقى اهل الحديث۔ الجزء 8۔ باب ان فاطمة مني وانا اتخوف)

ترجمہ: بلاشبہ فاطمہ میری لخت جگر ہے اور میں اسے حرام نہیں کرتا جسے اللہ نے حلال کیا ہے لیکن بخدا! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔

مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں ایسی گفتگو کی گئی ہے جس سے بچنا لازم ہے کیونکہ یہ کلام بارگاہ مصطفوی ﷺ میں تکلیف کا باعث بنتا ہے اور آپ کو اذیت دینا عظیم گناہ۔

محدث ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ابولہب کی بیٹی درۃ ایک آدمی کے پاس سے گزری، اس آدمی نے ان کو دیکھ کر کہا۔ یہ لڑکی اللہ کے دشمن ابولہب کی بیٹی ہے، بس حضرت درۃ رضی اللہ عنہا نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا "اے شخص بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا ذکر رشتہ داری اور ان کے شرف نسب کے لحاظ سے کیا ہے جبکہ تیرے باپ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان کی جہالت کی وجہ سے نہیں کیا"۔ پھر حضرت درۃ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے اس واقعہ کی شکایت کی، آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا:

لا يؤذين مسلم بكافر (الحلم لابی الدنیا۔ الجزء 1۔ باب۔ الناس معادن)

ترجمہ: کسی مسلم کو کافر کی وجہ سے طعنہ دے کر تکلیف نہ دو۔

Marfat.com

ابولہب کی بیٹی درہ جب مہاجرہ ہو کر مدینہ پاک آئی تو عورتوں نے انہیں کہا۔

انت درۃ بنت ابی لہب الذی یقول اللہ تبت یدا ابی لہب۔
ایہا الناس مالی اوذی نی اہلی فواللہ ان شفاعتی تنال قرابتی حتیٰ ان صداء وحکم و حاء وسلھب لتنالہا یوم القیامۃ "الدیلمی"

(کنز العمال الجزء 13۔ باب: فضائل اہل البیت مجلاً۔ 3763)

تو ابولہب کی بیٹی درہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں شکایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: اے لوگو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے تکلیف دو۔ اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قریبی رشتہ داروں کو پہنچے گی۔ یہاں تک کہ میرے حکم۔ حاء صدا (قبائل کے نام) اور ان کے پیچھے آنے والوں کو بھی قیامت کے دن میری قرابت کی وجہ سے میری شفاعت حاصل ہوگی۔

اس نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ تم کافروں کا اس طرح ذکر نہ کرو جس سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے اور انہیں دکھ اور الم کا سامنا کرنا پڑے۔ مسلمان کی ہمیشہ عزت کرنی چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مسلمان کے قریبی رشتہ دار کافر ہوں تو ان کے حوالے سے اس سے ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے جس سے اس مسلمان کو تکلیف پہنچے اور اس کے غصے کا باعث بنے۔

جب عام مسلمانوں کا یہ حال ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گفتگو کرنے میں تو بدرجہ اولیٰ رعایت کرنی چاہیے کہ کوئی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکل جائے جو ناراضگی کا سبب بنے۔ اسلامی تقاضا اور ادب یہ ہے کہ آپ کے خاندان کے وہ افراد جو حالت کفر پر فوت ہوئے، ان کا بھی اس طرح ذکر نہ کیا جائے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی اذیت

Marfat.com

کا سبب ہو، تو یہ آپ کے والدین کے بارے میں کیسے روا ہو سکتا ہے۔

اس موضوع پر یہ حدیث نص کا درجہ رکھتی ہے کہ آپ نے لوگوں کو ابولہب کے حوالے سے تذکرے کا رد کرتے ہوئے فرمایا تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے تکلیف نہ دو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولہب کے حوالے پر ناراضگی فرمائی حالانکہ وہ قطعی طور پر کافر ہی مرا تو اس شخص پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے ناراض ہوں گے جو آپ کے والدین کریمین کے بارے میں ایسی گفتگو کرتا ہے جو کہ فطرت پر فوت ہوئے جس کے بارے میں ابھی گفتگو آئے گی۔

لازمی بات ہے آپ اس شخص پر زیادہ ناراض ہوں گے جو آپ کے والدین کریمین کی بارگاہ میں اہانت یا اس طرف اشارہ کرتا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عزت سے نوازا اور ان کے پاک وجود سے کائنات کے سردار اور پاک ہستی کو پیدا فرمایا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ شخص جو آپ کے والدین کی اہانت کرتا ہے وہ خود اپنے آپ کو لعنت کا مستحق اور اللہ کی رحمت سے دور کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾ (الاحزاب، ۵۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قابل غور بات:

ابولہب اور ابوجہل کا جہنمی ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے، ان کو برا بھلا کہنے سے جب ان کے ورثاء کو ذہنی کوفت ہوئی تو انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو منع فرما دیا کہ ان کے مرے ہوئے رشتہ داروں کو برا بھلا نہ کہا جائے تا کہ تمہارے ان ساتھیوں کو اذیت نہ پہنچے حالانکہ ان دونوں کے لئے کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث و روایت ہرگز نہیں ملے گی کہ یہ قابل مغفرت ہیں اور ابدی دوزخی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے ورثاء کی اذیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں لعنت آئی، اور ادھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والوں کے لئے نص قرآنی میں لعنت موجود ہے۔

لہٰذا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کو دوزخی یا مشرک کہتا ہے وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دے رہا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے، اس لئے کہ وہ شخص اپنی آخرت برباد کرنے کے درپے ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ جب امتیوں کے اعمال روزانہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان میں اگر کسی امتی کا یہ قول بھی آپ کے سامنے آئے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کو کافر و جہنمی لکھا یا کہا ہے تو اسے دیکھ کر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنا رنج ہوتا ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص سے کس قدر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نظریہ سے رجوع کیا اور توبہ کیا اور قول مستحسن میں اس نظریے کی ان کی توبہ کرنا منقول ہے۔

حضرت علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علمائے احناف میں سے ایک بہت بڑے عالم، مصنف اور شارح ہوئے ہیں ان کی تصانیف و شروحات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت و عقیدت ٹپکتی ہے لیکن چند احادیث و اقوال کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں اپنا نظریہ درست نہیں رکھا۔

اور اس موقف پر خود ان کے استاذ محترم ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ناراض تھے، خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ناراض تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید محرومیوں سے بچایا اور آخرت

Marfat.com

کی بربادی بھی منظور نہ تھی۔ بالآخر انہیں اس عقیدہ سے توبہ کی توفیق ملی۔ کاش کہ ان کی توبہ بھی اسی طرح عام ہوتی جس طرح ان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں نظریہ ان کی تصنیفات میں عام ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر کوئی اس عقیدہ پر قائم ودائم ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین جنتی ہیں۔

عبرت قاہرہ:

سید احمد مصری حواشی دُر میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ عنہما میں متفکر رہے تا کہ مختلف اقوال میں تطبیق ہو۔ اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے اور ان کا بدن کچھ جل گیا۔ صبح ایک فوجی آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ راستہ میں ایک ترکاری بیچنے والے ملے جو اپنی دکان کے سامنے ترازو لئے بیٹھے تھے۔ انہوں نے اٹھ کر اس عالم صاحب کے گھوڑے کی رسی پکڑی اور یہ اشعار پڑھے:

امنت ان ابا النبی وامه احیاهما الحی القدیر الباری حتی
لقد شهداله برسالة صدق فتلك كرامة المختار وبه
الحدیث ومن یقول بضعفه فهو الضعیف عن الحقیقة عاری

ترجمہ: یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندۂ ابدی قادر مطلق خالق عالم جل جلالہ نے زندہ کیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ خود اپنے آپ ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔

یہ اشعار سنا کر اس عالم سے فرمایا: اے شیخ! ان اشعار کو لے اور رات کو نہ جاگ اور نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلا دے۔ ہاں تو جہاں جا رہا ہے وہاں نہ جا کہ اس

Marfat.com

کھانے میں لقمہ حرام آئے گا۔ اس ترکاری فروش کے اس فرمان پر وہ عالم بے خود ہو کر رہ گئے۔ پھر انہیں تلاش کیا پتہ نہ پایا اور دکانداروں سے پوچھا۔ کسی نے نہیں پہچانا، سب بازار والے بولے: یہاں تو کوئی شخص نہیں بیٹھتا۔ وہ عالم اس ربانی ہادیٔ غیب کی ہدایت سن کر مکان کو واپس آئے اور فوجی کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔

اس حکایت کے بعد حضرت شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں، اے شخص! یہ عالم کے علم کی برکت سے اور نظر عنایت سے غیب کے ذریعہ کسی ولی کو روانہ فرما کر ہدایت فرمادی۔ خوف کر کہ تو اس مشکل میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں باعث تکلیف نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ جہنم کی بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب عطا فرمائے اور اسباب ناراضگی و حجاب و عتاب سے بچائے، آمین۔

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام۔ تصنیف اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان)

ایک اہم فتویٰ:

آخر میں قاضی ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو مسلک مالکیہ کے جلیل القدر ائمہ سے ہیں اور جن کی تفسیر احکام القرآن ان کے علم و فضل کی بڑی دلیل ہے ان کا ایک فتویٰ تحریر کرتا ہوں، اس بحث کو حضرت پیر کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے ضیاء النبی جلد دوم میں ان ہی کلمات پر ختم فرمایا ہے۔

قاضی ابوبکر ابن عربی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ وہ فی النار ہیں۔ آپ نے جواب دیا جو شخص یہ کہتا ہے وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو لعنت بھیجتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں اور

Marfat.com

آخرت میں پھر کہا اس سے بڑی اذیت کیا ہے کہ حضور کے والدین کے بارے میں یہ کہا جائے۔

(ضیاء النبی ﷺ جلد دوم۔ص:91۔از علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ایڈیشن۔بار چہارم۔ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ

نعوذ باالله من غضبه وغضب حبيبه وزيغ القلوب عن الحق وحرمان العقول عن فهم الحقيقة آمين بجاه طه ويسين ﷺ

والدین مصطفیٰ ﷺ کی پاکی قرآن وحدیث کی روشنی میں:

والدین سیدنا مصطفیٰ ﷺ پاک وصاف طیب وطاہر تھے،ان کے بارے میں کسی بھی حوالے سے شرک یا کفر میں ملوث ہونے کا تو ادنیٰ سا اشارہ بھی کہیں نہیں آیا بلکہ اس برعکس ایسی مستند تاریخی نصوص ہیں جن سے ان کے موحد ہونے اور ہر قسم کی آلائشوں سے بری ہونے کے ثبوت ملتے ہیں۔

آقائے دو جہاں ﷺ کا یہ فرمانا کہ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا علیہا السلام سے لے کر نیچے تک اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا۔اس ارشاد نبویؐ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے والدین کریمین مومن اور ناجی ہیں کیونکہ مشرک وکافر طاہر نہیں ہوتے بلکہ ازروئے قران نجس وناپاک ہوتے ہیں، اس لئے میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے:

ان الاحاديث مصرحة فى اكثره معنى فى كلة ان آباء النبى ﷺ غير الانبياء وامهاته الى آدم وحوا ليس فيهم كافر لان الكافر لا يقال فى حقه انه مختار ولا كريم ولا طاهر بالنجس۔

(فتح الباری،ابن حجر عسقلانی 276/3)

یعنی اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث میں سے اکثر لفظی طور پر تصریح کرتی ہیں

Marfat.com

اور معنوی طور پر تو سب کی سب واضح ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایسے آباء جو نبی نہیں تھے اور تمام امہات آدم و حواء تک میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مختار، کریم یا طاہر ہے، بلکہ کافر تو نجس اور ناپاک ہوتا ہے۔"

سورۃ الشعراء کی آیت کریمہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ (سورۃ شعراء 219) بھی اس بات میں اشارۃ النص کی حیثیت رکھتی ہے کہ نورِ نبوی ساجدین و ساجدات سے ساجدین و ساجدات کو منتقل ہوتا رہا۔ یہ آیت اگرچہ اشارہ النص کی حیثیت رکھتی ہے تاہم اس سلسلے میں وارد ہونے والی اخبار آحاد سے زیادہ معتبر، زیادہ محکم اور ان سب سے افضل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اس بات پر فخر کرنا کہ انا ابن الذبیحین "میں تو اللہ کی راہ میں دو ذبح ہونے والوں حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرزند ہوں۔"

(جامع ترمذی حدیث نمبر 865)

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کا فدیہ ایک دنبہ تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا فدیہ سو اونٹ تھے۔ حضرت عبداللہ اور حضرت اسماعیل کے برابر مذکور ہونا اور دونوں پر حضور ﷺ کا یکساں فخر کرنا حضرت عبداللہ کی عظمت، طہارت اور تقدیس پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کا یہ ارشاد بھی اس باب میں ایک نص کی حیثیت رکھتا ہے کہ "میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ہوں۔ سیدنا مسیح ابن مریم علیہما السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میرے متعلق دیکھا تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد 288/1)

اور انبیائے کرام کی مائیں تو اسی طرح کے نیک خواب دیکھا کرتی ہیں۔ یہاں پر سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کا پاکیزہ خواب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے برابر ذکر ہوا ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ کا خواب وہی تھا جس کا ایک منظر ان دعاؤں، نیک تمناؤں اور پیشین گوئیوں کی شکل میں ابواء کے مقام پر سامنے آیا جب حضرت

Marfat.com

آمنہ رضی اللہ عنہا اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر رہی تھیں، اور جس کا اعادہ عمرۃ الحدیبیہ کے موقع پر اس آہ و بکا کی شکل میں ہوا جس میں آپ ﷺ کے ساتھ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شریک تھے۔ (ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، پانچویں فصل۔ صفحہ نمبر 261۔ تحقیق کار۔ ضیاء المصطفیٰ محسن)

والدین مصطفیٰ ﷺ کو جہنمی کہنے والوں کی تردید:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ (سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت 15)

ترجمہ: اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ہماری سنت ہے کہ ہم لوگوں میں اپنے رسول بھیجتے ہیں جو ان کو حق کی دعوت دیتے ہیں اور نجات کی راہ دکھاتے ہیں اور اپنی صداقت کو اٹل دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں اگر پھر بھی وہ گمراہی پر ڈٹے رہیں تو ان پر عذاب نازل کیا جاتا ہے۔ ومن لم تبلغه الدعوة فهو غير مستحق للعذاب من جهة العقل والله اعلم (تفسیر ضیاء القرآن جلد 2۔ ص 646 بحوالہ تفسیر قرطبی) اور تفصیلی بحث کے لئے اس آیت کے ضمن میں مفسرین کرام کی تفاسیر کو ملاحظہ فرمائیں۔ کچھ تشریح پیش ہے جس کو انبیاء و رسل کرام کی دعوت نہیں پہنچی، وہ عذاب کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ ارسال رسل اور انزال کتب کے بغیر وہ کسی کو عذاب نہیں دے گا۔ تاہم اس کا فیصلہ کہ کس قوم یا فرد تک اس کا پیغام نہیں پہنچا، قیامت کے دن وہ خود ہی فرمائے گا، وہاں یقیناً کسی کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔

سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ جہنمی ہیں قرآن کریم کی مذکورہ آیت کے حوالہ سے ان کا قول قطعاً قابل قبول نہیں کیونکہ نص صریح کے ساتھ اس آیت میں مذکور ہے کہ جب تک کسی کے پاس کوئی نذیر نہیں آتا اور پھر وہ کفر و شرک پر اصرار کرے۔ اس وقت تک وہ عذاب کا مستحق نہیں۔ آپ کے والدین کریمین جس زمانہ میں آئے اور تشریف لائے اس میں کوئی بھی

Marfat.com

پیغمبر مبعوث نہیں ہوا۔ لہٰذا آیت ہذا کی نص صریح کے مقابلہ میں ان لوگوں کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور نہ ہی اس سے سرکار دوعالم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا دوزخی ہونا ثابت ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کے بارے میں شرک ثابت نہیں بلکہ وہ دونوں اپنے جد محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف پر تھے جس طرح کہ عہد جاہلیت کے لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے، اس مسلک کو امام فخر الدین رازی نے اختیار کیا ہے اور کہا ہے:

ورد أن آبائه ﷺ کلھم الی آدم کانوا علی التوحید

روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک توحید پر تھے۔

ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل:

علمائے کرام نے ایمان آباء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کئی دلائل ذکر کیے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

قرآن اور آپ کا پاکیزہ رحموں میں منتقل ہونا:

پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ (سورۂ شعراء، 217-219)

ترجمہ: آپ توکل اسی ذات پر کریں جو غالب ورحیم ہے۔ وہ (اللہ) آپ کو دیکھتا ہے جب آپ قیام کرتے ہیں اور آپ کا ساجدین میں گردش کرنا بھی ملاحظہ کرتا ہے۔

Marfat.com

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اراد "تقلبك" فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجتك فی هذه الامة۔ (تفسیر الخازن: الجزء 3۔ سورۃ الشعراء۔ الآیت: 210)

ترجمہ: یہاں گردش سے مراد انبیاء علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے۔ یہاں تک کہ آپ اس امت میں مبعوث ہوئے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک اور تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے:

ای "تقلبك" من اصلاب الطاهرة من أب الی أبالی ان جعلك نبیا (مسالک الحنفاء: 40)

ترجمہ: یعنی گردش سے مراد پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ پشتوں کی طرف منتقل ہونا ہے۔

ساجدین سے مراد مومنین ہیں۔

آیت مبارکہ میں مفسرین نے ساجدین سے مراد مومنین لئے ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک جن جن کے رحموں اور پشتوں میں جلوہ افروز ہوئے، وہ تمام کے تمام صاحب ایمان ہیں۔

تفسیر جمل میں ہے:

ای یرٰك متقلباً فی اصلاب و ارحام المؤمنین من لدن آدم وحوا الی عبدالله وآمنة فجمیع اصوله رجالا ونساء مومنون۔

(الجمل: 3-396)

ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم وحوا سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک جن جن مومن مردوں اور عورتوں کے رحموں اور پشتوں میں آپ منتقل ہوئے، ان کو آپ کا رب ملاحظہ کر رہا ہے۔ پس آپ کے تمام آباؤ اجداد خواہ وہ مرد

Marfat.com

ہوں یا عورتیں، تمام اہل ایمان میں سے ہیں۔

صاوی علی الجلالین میں ہے:

المراد بالساجدین المومنون والمعنى يرك متقلباً فى اصلاب وارحام المومنين من لدن ادم الى عبدالله فاصوله جميعاً مومنون۔

ترجمہ: ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک آپ نے جن مومنین کے رحموں اور پشتوں میں گردش کی، اللہ تعالیٰ نے اسے ملاحظہ فرمایا۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا آپ کے تمام آباء مومن تھے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے اس بات پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین اہل ایمان تھے:

ان آباء الانبياء ما كانوا كفاراً يدل عليه وجوه قوله تعالىٰ: الذى يرك حين تقوم وتقلبك فى السجدين قيل معناه ينتقل روحه من ساجد الى ساجد

(تفسیر الرازی اوالتفسیر الکبیر سورۃ الانعام۔ آیت 74)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: الذى يرك حين تقوم وتقلبك فى السجدين والی آیت کے معنی یہ ہوئے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو ساجد سے ساجد کی طرف منتقل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں ہو سکتے۔

اس طرح یہ آیت دلیل ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء مسلمان تھے اور یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد یا نسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ذاتوں میں

Marfat.com

کوئی بھی بتوں کو پوجنے والے نہ تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کی قسم:

دوسری دلیل:

قرآن مجید نے جہاں ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھائی ہے وہاں اس نے آپ کے والد ماجد کی بھی قسم کھائی ہے اور قرآن کا یہ قسم کھانا آپ کے نسب کی طہارت و کرامت پر شاہد ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ (سورۂ بلد: آیت 3)

ترجمہ: قسم ہے والد کی اور قسم ہے مولود کی۔

اس آیت کریمہ میں ہر اس والد گرامی کے بارے میں قسم کھائی گئی ہے جس کے صلب میں نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب اور پھر آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک میں مستقر ہوا اور پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے صورت انسانی میں ظہور پذیر ہوا۔ گویا وہ تمام افراد جو نسب مصطفےٰ میں شامل ہیں۔ مورد قسم ٹھہرائے گئے۔

قرآن مجید نے والد کی قسم کھانے کے بعد اس مولود کی قسم وما ولد کہہ کر کھائی جس کے تصدق سے تمام سلسلہ نسب لائق قسم گردانا گیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

المراد بالوالد ادم و ابراهيم عليهما السلام او اى والد كان "وما ولد" محمد صلى الله عليه وآله وسلم

(التفسیر المظہری:10-264)

Marfat.com

اس آیت میں لفظ ''والد'' سے مراد یا تو حضرت آدم وابراہیم علیہما السلام ہیں یا ہر والد مراد ہیں اور وما ولد سے مراد نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

قرآن مجید نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کو تمام انساب سے اعلیٰ قرار دیا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

(سورۃ توبۃ۔ آیت 128)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس وہ رسول آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت خواہاں ایمان والوں کے لئے نرم خو (اور) بے حد رحیم ہیں۔

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اس آیت کی تلاوت میں انفُسکم کی بجائے انفَسکم ''فا'' کی زبر کے ساتھ اسم تفضیل کے طور پر پڑھا:

قرء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم "لقد جاء كم رسول من انفسكم" بفتح الفاء وقال انا انفسكم نسباً وصهراً وحسباً ليس من آبائى من لدن آدم سفاح۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انفَسکم کو ''فا'' کی زبر کے ساتھ تلاوت کیا اور فرمایا کہ میں حسب ونسب میں تم سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں۔ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک کسی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طہارت نسبی پر مذکورہ بالا ارشاد قرآنی کی توثیق و تصدیق کی صورت میں صراحت کے ساتھ آپ کے حسب نسب کو بنی آدم میں سب سے افضل اور اعلیٰ قرار دیا اور یہ وضاحت فرمادی کہ میرے محبوب کے تمام آباء واجداد سفاحت یعنی

Marfat.com

بدکاری سے پاک تھے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (سورۃ التوبہ آیت 28)

ترجمہ: مشرک نرے ناپاک ہیں۔

اس سے ثابت و واجب ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہ تھا۔

احادیث مبارکہ:

خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات عالیہ کے ذریعے اپنے نسب کی کرامت و طہارت کی نشاندہی بھی فرمادی تاکہ کسی بھی شخص کو آپ کے نسب کے بارے میں کسی بھی بدگمانی کی جرأت نہ ہو۔

حدیث نمبر 1:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان الله خلق الخلق فجعلني في خير فرقتهم ثم خير القبائل فجعلني في خير ثم خير بيوتهم فأنا خيرهم نفساً وخيرهم بيتاً

(جامع ترمذی۔ جلد دوم۔ ابواب المناقب۔ باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حدیث نمبر 1541)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان میں سے بہترین گروہ میں شامل فرمایا۔ پھر قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ عطا فرمایا، جب گھرانے بنائے تو مجھے ان میں سے اعلیٰ خاندان عطا فرمایا۔ میں از روئے ذات اور خاندان کے سب سے افضل ہوں۔

Marfat.com

حدیث نمبر 2:

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان:

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات

(شرح الزرقانی علی المواہب۔ جلد اول۔ ذکر وفاۃ امہ وما یتعلق بابویہ۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ جلد 1۔ باب: تزویج عبداللہ ابی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔

حدیث نمبر 3:

عن ابن عباس قال: دخل ناس من قریش علی صفیة بنت عبدالمطلب، فجعلوا یتفاخرون ویذکرون الجاھلیة، فقالت صفیة: منا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فقالوا: تنبت النخلة او الشجرة فی الارض الکباء، فذکرت ذلك صفیة لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فغضب وامر بلالا فنادی فی الناس فقام علی المنبر فقال ایھا الناس، من انا؟ قالوا: انت رسول اللہ. قال: انسبونی. فقالوا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، قال: فما بال اقوام ینزلون اصلی؟ فواللہ انی لافضلھم اصلا وخیرھم موضعاً

(الحاوی للفتاوی۔ مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ۔ الجزء الثانی۔ بحوالہ مسند بزار)

ترجمہ: مسند بزار میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ قریش میں سے کچھ لوگ میری پھوپھی، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی خدمت میں آئے اور انہوں نے اپنے حسب ونسب پر تفاخر کیا۔

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا نسب سب لوگوں سے اعلیٰ کیسے ہوسکتا ہے۔ حالانکہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نسب ہی سب سے اعلیٰ ہوسکتا ہے نہ کہ تمہارا۔ اس پر وہ تمام لوگ غصے میں آگئے اور کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب تو ایسے ہے جیسے کوئی کھجور کا پورا کسی کوڑے کرکٹ سے اگ آئے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کو جمع کرو۔ اس کے بعد آپ اپنے مقدس منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگوں سے مخاطب ہوکر پوچھا: اے لوگو! میں کون ہوں؟ انہوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: میرا نسب بیان کرو۔ انہوں نے نسب بیان کرتے ہوئے کہا آپ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے نسب کو کم تصور کرتی ہے انہیں علم ہونا چاہئے کہ میں نسب کے لحاظ سے ان سے افضل ہوں۔

اسی طرح احادیث کی کئی کتابوں میں ہے:

فانا خیرھم نسباً و خیرھم بیتاً

ترجمہ: میں نسب اور خاندان کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں۔

حدیث نمبر 4:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اور اپنے خاندان کی فضیلت کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا:

Marfat.com

قلبت مشارق الارض و مغاربھا فلم اجد رجلاً افضل من محمد علیہ وسلم ولم اجد بنی اب افضل من بنی ھاشم۔

(کنزالعمال۔ الفصل الثانی فی فضائل متفرقۃ۔ 31913۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ باب فی کرامۃ اصلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ 13829)

ترجمہ: میں نے زمین کے تمام گوشے مشارق و مغارب میں گھوم کر دیکھے ہیں لیکن کوئی شخص آپ سے افضل نظر نہیں آیا اور نہ ہی کوئی خاندان بنی ہاشم کے خاندان سے بڑھ کر افضل دکھائی دیا۔

جبریل کی آنکھوں نے دنیا میں بہت ڈھونڈا
تم سا نہ حسین دیکھا لاکھوں میں ہزاروں

مذکورہ بالا آیات اور احادیث اس بات پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ آپ کے آباؤاجداد میں کوئی کافر و مشرک نہیں کیونکہ کافر و مشرک کو اللہ تعالیٰ نے انما المشرکون نجس فرما کر پلید قرار دیا ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو آپ اپنے تمام آباء کو پاکیزہ کس طرح فرما سکتے تھے؟

امام جلال الدین سیوطی نے ایمان آباء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مضبوط دلائل حاصل کیے ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں ہر جد، اپنے زمانے کی قوم میں سب سے بہتر تھا جیسا کہ بخاری کی روایت ہے:

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتیٰ کنت مین القرن الذی کنت فیہ

(صحیح البخاری۔ کتاب المناقب۔ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

Marfat.com

میں بنو آدم کی بہترین صدی میں مبعوث ہوا ہوں۔ صدیاں گزرتی گئیں یہاں تک کہ اس صدی میں میری بعثت ہوئی۔

یہ بھی ثابت ہے کہ روئے زمین کبھی بھی سات یا سات سے زیادہ مسلمانوں سے خالی نہیں رہی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب ٹالتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لم یزل علی وجه الدهر فی الارض سبعة مسلمین فصاعدا فلولا ذلك لهلكت الارض ومن علیها

(سبل الھدی والرشاد، شامی۔ جلد اول۔ 256)

ہر زمانے میں روئے زمین پر سات یا اس سے زائد مسلمان رہے اگر وہ نہ ہوتے تو زمین اور اہل زمین برباد ہو جاتے۔

امام احمد نے بھی صحیحین کی شرط پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یدفع الله تعالیٰ بهم عن اهل الارض (سبل الھدی والرشاد، شامی۔ جلد اول 256)

ان دونوں روایات کے درمیان موازنہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہر جد، ان سات لوگوں میں سے تھا جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مسلمان تھے تو یہی مدعا ہے اگر کوئی ان کے علاوہ ان سات پر مشتمل تھا تو پھر تین میں سے ایک بات لازم آئے گی:

1- یا تو دوسرے لوگ ان سے بہتر تھے تو یہ باطل نتیجہ ہے کیونکہ اس سے صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہے۔

2- یا اجداد ہی ان سے بہتر تھے جبکہ وہ مشرک بھی تھے تو بالاجماع یہ باطل نتیجہ ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

ولعبد مومن خیر من مشرك (سورۂ بقرہ۔ آیت 221)

Marfat.com

3- لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ سب توحید پر تھے اور اپنے زمانے میں تمام اہل ارض سے بہتر تھے۔

ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ذخیرۂ قرآن وحدیث کے اشارے:

اب ہم ذخیرۂ قرآن وحدیث سے چند ایسی مثالیں پیش کر رہے ہیں جن سے والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان پر اشارۃً دلالت کرتی ہے اور ان کو (نعوذ باللہ) دوزخی یا مشرک کہنے سے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا ہوتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا سخت ذلت وخواری اور عذاب کا موجب ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کا فائدہ ابولہب کو:

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی کو ابولہب نے اللہ کے محبوب ہونے پر نہیں بلکہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہونے پر منائی اور جب باندی ثوبیہ نے خوشخبری سنائی تو اس نے ثوبیہ کو آزاد کیا۔ اس اظہار خوشی اور باندی کو آزاد کرنے پر ایسے کافر کو جس کے بارے سورۂ لہب نازل ہوئی اس کو عذاب میں تخفیف ہو رہی ہو تو وہ والدین کہ جنہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت عجائبات قدرت کا نظارہ کیا، جس کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار تھا جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا جسمانی تعلق تھا جو کسی کو میسر نہیں تو ان کے درجات ومراتب کا کوئی ادراک کر سکتا ہے؟

کسی نبی کی والدہ کافرہ نہیں ہوئی:

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی مائیں مومنہ تھیں (جس کی تفصیل بحث مسالک الحنفاء میں موجود ہے) اسی طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی مومنہ ہیں، اس میں راز یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک نے نور نبوت دیکھا تھا۔ تمام پیغمبروں کی مائیں دیکھتی آئی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت نور دیکھا تھا جس کی چمک سے شام

Marfat.com

کے محلات روشن ہو گئے تھے اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے دوران حمل اور بوقت ولادت جو خوارق عادت اور نشانیاں دیکھیں وہ ان نشانیوں سے کہیں بڑھ کر عظیم تھیں جو دوسروں کی مائیں دیکھتی رہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کافرہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا:

سیرت حلبیہ جلد اول میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس عورت نے بھی دودھ پلایا۔ وہ مسلمان تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے والی عورتیں چار تھیں۔ آپ کی والدہ، حلیمہ سعدیہ، ثوبیہ، ام ایمن۔

جس عورت نے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا، ان کو ایمان کی دولت ملی اور وہ جنتی ہیں، تو ان میں سے حضرت آمنہ صرف دودھ پلانے والی نہیں بلکہ حقیقی والدہ اس دولت سے محروم رہیں، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ وہ تو یقیناً جنتی ہیں۔

تابوت سکینہ توہین کا انجام:

قرآن مجید کے چوتھے پارے میں تابوت سکینہ کا تذکرہ ہے جس کو فرشتے زمین و آسمان کے درمیان اٹھاتے پھرتے تھے جس کی عظمت تفاسیر واحادیث سے عیاں ہے، اور اس میں موجود تبرکات جو کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے استعمال کئے ہوئے مبارک آثار تھے۔ اس کی توہین کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرما دیا، تو والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لگی ہوئی کوئی مبارک چیز نہیں بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس نو ماہ تک اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں جلوہ فرما رہے ہیں ان کی عظمت وشرافت کا کیا کہنا اور ان کی شان میں توہین وگستاخی کرنے والوں کا کیا حال ہوگا خدا ہی بہتر جانے۔

قمیض حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت سے بینائی واپس آگئی:

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض اور اس کی اثر انگیزی کا واقعہ کسی عام کتاب میں نہیں بلکہ

Marfat.com

قرآن کریم کی سورۂ یوسف آیت نمبر 93 تا 96 میں اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرما کر اس کی پختگی اور حقانیت پر مہر ثبت فرما دی۔ اس واقعہ سے کئی ایک امور ثابت ہوتے ہیں۔ جس میں ایک یہ ہے کہ قمیض ایک بے جان چیز جس کا مختصر وقت کے لئے تعلق ایک پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم اقدس کے ساتھ ہو گیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اتنا بابرکت بنا دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی بینائی اس کی وجہ سے واپس آ گئی، اس میں آنے والی خوشبو کو اللہ کے پیغمبر کوسوں دور سے محسوس کر رہے ہیں جب ایک بے جان کپڑے کو پیغمبر کے جسم کے ساتھ لگنے سے کرامت و سعادت حاصل ہو گئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے جسم اطہر کی برکتوں اور کرامتوں کا شمار کیا ہو سکتا ہے جس میں سید الانبیاء محبوب کبریا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو ماہ تک مسلسل قیام فرما رہے ہوں۔ اس شکم اطہر کی عظمت و فوقیت کا کیا کہنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون چوسنے سے آگ حرام:

نسیم الریاض جلد اول میں ہے کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون شریف کو نوش کر لیا جس پر انہیں بارگاہ رسالت سے یہ مژدہ ملا کہ تمہیں دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کا کچھ حصہ یا آپ کے جسم اطہر میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کے جسم میں مل جائے تو دوزخ حرام، لیکن جس کے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے مس رہے۔ اولاد تو دراصل ماں باپ کے جسم کا ٹکڑا ہی ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ کس قدر ارفع و اعلیٰ ہو گا۔

فضلات مبارکہ کے ڈھیلوں میں خوشبو:

زرقانی جلد چہارم میں شفا شریف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس ڈھیلے یا پتھر کو استنجاء کے لئے استعمال فرماتے ہیں اس میں ایسی خوشبو ہوتی تھی کہ دنیا کی

Marfat.com

کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو اس والدہ کی نورانیت اور صفائی کا کیا عالم ہوگا جن کے بطن اقدس میں حضور ﷺ متواتر نو ماہ قیام پذیر رہے۔ ان کے جنتی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

بول نوش کرنا ساری بیماریوں کی شفا:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ اٹھے اور گھر کے ایک کونہ میں پڑے گھڑے میں بول کیا۔ میں رات کو اٹھی اور پیاسی تھی تو میں نے اس گھڑے میں جو کچھ تھا پی لیا، مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ بول ہے کیونکہ اس کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی، پھر جب سرکار دو عالم ﷺ صبح حسب معمول اٹھے تو ام ایمن کو فرمایا۔ جاؤ اور جا کر بول کو گرا دو جو گھڑے میں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ خدا کی قسم! میں تو اس میں سے سب کچھ پی لیا۔ کہتی ہے کہ اس پر رسول کریم ﷺ خوب تبسم فرمایا کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا۔ واللہ! تیرا پیٹ کبھی بھی کسی دکھ درد میں مبتلا نہ ہوگا۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم۔ باب ذکر ام ایمن مولاۃ رسول اللہ ﷺ۔ الجزء 4-6912۔ زرقانی جلد چہارم)

دس جانور جنت میں جائیں گے:

حضرت مقاتل کی روایت ہے کہ حیوانات میں سے دس حیوانات جنت میں داخل ہوں گے۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی، ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا، اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ، موسیٰ علیہ السلام کی گائے، یونس علیہ السلام کی مچھلی، عزیر علیہ السلام کا گدھا، سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی، بلقیس کا ہدہد، اصحاب کہف کا کتا اور رسول کریم ﷺ کی اونٹنی۔ ان تمام جانوروں کو مینڈھے کی شکل میں متشکل کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

مشکوٰۃ الانوار میں یہ مذکور ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

Marfat.com

سگ اصحاب کہف روز چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی بامراداں داخل جنت شد درصورت کبش۔

اصحاب کہف کے کتے کو نیک بندوں کی صحبت میسر ہوئی تو وہ صالحین کے ساتھ مینڈھے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ (تفسیر روح البیان۔جزء5۔سورۃ الکہف۔آیت 18)

ایک جانور کے جنت میں جانے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ نسبت اور تعلق کی بناء پر اس کو یہ شرف دیا گیا۔ جب ہم ان میں سے ہر ایک کے تعلق اور نسبت پر غور کرتے ہیں تو وہ سارے اسباب و تعلقات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے والدین کریمین میں بالخصوص آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا میں موجود ہیں۔

اگر بچھڑے اور گائے کی نسبت ابراہیم علیہما السلام کی طرف ہے تو اس سے کہیں بڑھ کر حقیقی تعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے والدہ ماجدہ سے ہے، اگر مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو چالیس دن اپنے اندر ٹھہرائے رکھا تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو ماہ تک قیام پذیر رہے، اگر گدھے نے حضرت عزیز علیہ السلام کو سواری کرائی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کیا اپنے نور نظر کو کبھی ہاتھوں پر کبھی گود میں سوار نہیں کیا؟ اگر چیونٹی کی باتیں سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام تبسم فرماتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والدہ ماجدہ کی بار بار باتیں سن کر خوشی کا اظہار نہیں فرمایا؟

اور کتا کہ جس نے اصحاب کہف کی خدمت کی۔ کیا آپ کی والدہ ماجدہ کی دودھ پلانے کی خدمت، مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے واپسی کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا اور ان کی ہر طرح دیکھ بھال کرنا برابر ہیں؟ جب یہ سب باتیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا میں علی وجہ الکمال موجود ہیں اور پھر آپ کی والدہ ہونے کا شرف مزید مکرم ہے تو اس کے باوجود یہ تو جنت میں نہ جائیں اور مذکورہ حیوانات جنت میں داخل کئے جائیں؟

Marfat.com

عقل اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول مقبول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا اگران میں اور کوئی خوبی نہ ہوتی تو بھی جنتی تھیں، لیکن ان میں ایمان، توحید اور دین ابراہیم کے احکام پر پابندی بھی تھی، لہٰذا وہ جنت میں ہی نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گی۔

نسبت سرکار سے آگ کا رومال پر اثر نہ کرنا:

زرقانی اور خصائص کبریٰ میں روایت ہے کہ حضرت عباد بن عبدالصمد کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے اپنی باندی کو پکار کر کہا کہ دستر خوان لے آؤ تا کہ ہم سب کھانا کھائیں۔ وہ لے آئی پھر کہا وہ رومال بھی لے آؤ۔ وہ ایک میلا رومال لے آئی۔ فرمایا تنور سلگاؤ جب اس میں آگ دہکنے لگی تو اس رومال کو اس میں ڈلوا دیا، جب نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح بہت سفید تھا۔ ہم نے پوچھا کہ اس رومال کا کیا واقعہ ہے؟ فرمایا اس رومال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ پونچھتے تھے۔ (حضرت بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں) دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالم میں کیسی عظمت تھی کہ آگ جیسی چیز تو فولاد کو بھی نہیں چھوڑتی اور ہر چیز میں اپنا پورا اثر کرتی ہے مگر اس متبرک رومال کے مقابلہ میں پانی بن گئی۔

(مقاصد الاسلام حصہ یازدہم۔ ص 22 از شیخ الاسلام عارف باللہ حضرت امام حافظ انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد۔ تاریخ طبع جون 2007ء)

یہ کمال تھا نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایک بے جان کپڑا دنیا کی آگ سے محفوظ ہے تو جن والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل نسبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو تو ان کو دنیا و آخرت کی آگ کیسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔

Marfat.com

نیک اولاد اپنے فوت شدہ والدین کے لیے دعا کرے:

عن عبد الله بن ابی قتادہ عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خیر ما یخلف الرجل من بعدہ ثلاث: ولد صالح یدعوله، وصدقة تجری یبلغه اجرها وعلم یعمل به من بعدہ۔

(سنن ابن ماجہ۔ الجزاول۔ ابواب الفضائل۔ باب ثواب معلم الناس الخیر)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انسان مرنے کے بعد جو کچھ چھوڑ کر مرتا ہے ان میں سے بہترین چیزیں تین ہیں، اول نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے، دوم صدقہ جاریہ کہ اس کا اجر اسے پہنچتا رہے اور سوم وہ علم جس پر لوگ اس کے بعد عمل کریں۔

مذکورہ حدیث میں تین ایسے اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے جو کسی کے مرجانے کے بعد اس کے کام آتے ہیں اور اس کے ثواب میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں حضرت سیدہ آمنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے پیچھے ایک ایسا صدقہ جاریہ چھوڑا جو پوری کائنات میں کسی کو نہ حاصل ہوسکا اور نہ ہوسکے گا۔ اب ایک عام بچہ اگر عام والدین کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے رد نہیں فرماتا تو خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر اپنے والدین کے لئے دعا فرمائیں تو اس کی قبولیت کا کیا عالم ہوگا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے والدین کے لئے جو دعا کروں گا وہ منظور ہوگی۔ یہ تو قیامت کی بات ہے۔ دنیا میں آپ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر دوران نماز وہ مجھے بلائیں تو میں لبیک کہتا ہوا حاضر ہو جاؤں گا، لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین دن بدن بلند درجات پر فائز ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

حافظ قرآن کے والدین کو حلے پہنائے جائیں گے:

کنز العمال میں ہے کہ قرآن کریم اپنے پڑھنے والے سے کل روز قیامت ملاقات کرے گا اور یہ ملاقات اس وقت ہوگی جب قبروں سے لوگوں کو نکالا جائے گا۔ قرآن ایک نوجوان شخص کی صورت میں ہوگا اور پوچھے گا۔ کیا مجھے تو نے پہچانا ہے۔ قاری کہے گا نہیں۔ قرآن کہے گا۔ تیرا ساتھی قرآن ہوں۔ میں نے تجھے سخت گرمی میں پیاسا رکھا۔ راتوں کو سونے نہ دیا۔ ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوگا اور میں آج ہر تجارت کے پیچھے ہوں۔ پھر اس حافظ کو دائیں ہاتھ میں ملک اور بائیں ہاتھ میں جنت عطا کی جائے گی اور اس کے سر پر عزت ووقار کا تاج رکھا جائے گا۔ اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جائیں گے کہ جن کی قیمت تمام دنیا ادا نہ کر سکے گی۔ وہ پوچھیں گے۔ یہ کس سبب سے ہمیں پہنایا گیا تو جواب آئے گا کہ تمہارے بچے کے قرآن کریم یاد کرنے کے بدلہ میں عطا ہوا ہے۔

(کنزل العمال۔ الجزء الاول۔ باب فی فضائل تلاوۃ القرآن۔ حدیث 2475)

حافظ قرآن کی شفاعت سے دس افراد کو جنت:

عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قرأ القرآن وحفظہ ادخلہ اللہ الجنۃ وشفعہ فی عشرۃ من اھل بیتہ کلھم قد استوجب النار۔

(سنن ابن ماجہ۔ الجزء اول۔ باب فضل من تعلم القرآن)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کریم پڑھ لیا اور حفظ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق شفاعت مقبول فرمائے گا۔ ایسے دس آدمی جن پر جہنم لازم ہو چکی ہوگی۔

Marfat.com

ایک حافظ دس جہنمیوں کو شفاعت کر کے جنت میں پہنچا دے گا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے والدین کو جنت میں کیوں نہ لے جائیں؟ یہ کم از کم دلیل ہے ورنہ اہل سنت تو والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے ہی جنتی تسلیم کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ان کے درجات میں مزید اضافہ ہوگا تو وہ لوگ جو آپ کے والدین کریمین کو جہنمی کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) ان کے نزدیک بھی ایک امتی حافظ وقاری کو دس افراد کے بخشوانے کا اعزاز ہے تو پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن پر نزول قرآن کریم ہوا ہو۔ اپنے والدین کو کیوں نہ بچائیں، ان کی اس کم علمی کو کون سمجھے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

حافظ قرآن کے والدین کے سروں پر تاج رکھا جائے گا:

عن سهل بن معاذ الجهني عن ابيه، ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من قرأ القرآن وعمل بما فيه. لبس والده تاجا يوم القيامة ضوء ه احسن من ضوء الشمس فى بيوت الدنيا لو كانت فيكم فما ظنكم بالذى عمل بهذا؟

(سنن ابوداؤد۔ الجزء الثانی۔ پارہ: 9۔ باب فی ثواب قراۃ القرآن)

ترجمہ: حضرت سہل بن معاذ جہنی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے روز تاج پہنایا جائے گا، اس کی روشنی سورج سے زیادہ حسین ہوگی جو دنیا میں تمہارے گھروں کے اندر چمکتا ہے۔ پس خود اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس نے اس پر عمل کیا۔

قرآن کریم کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے والے کے والدین کو قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی تابانی اس مہر درخشاں کو شرمندہ کرتی ہوگی۔ شمع رسالت نے اپنے

Marfat.com

پروانوں سے دریافت فرمایا کہ ان حالات میں اس قرآن مجید پر عمل کرنے والے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ واقعی کلام الٰہی پر عمل کرنے والوں کو جو درجہ نوازا جائے گا وہاں تک ہمارا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اس مقام پر اپنے ان مسلمان بھائیوں کو دعوت غور وفکر دی جاتی ہے جن کا عقیدہ ہے کہ کونین کی ساری بہار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہے، عامل قرآن کے والدین کو اس درجہ نوازا جائے گا تو جس ہستی نے انسانوں کو قرآن مجید جیسا نسخہ کیمیا دیا اور اس پر عمل کرنا سکھایا۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کو قیامت کے روز کس درجہ نوازا جائے گا؟ اس بارگاہ کے ادنیٰ غلاموں کے والدین کو ایسی تاج پوشی ہوگی تو آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محترم والدین کی عزت افزائی کے بارے میں آپ کی عقیدت کا فیصلہ کیا ہے؟

(سنن ابوداؤد شریف۔ جلد اول۔ ص 539-538۔ ترجمہ وفوائد مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری۔ ناشر رضا اکیڈمی ممبئی)

والدین کریمین علیہما السلام کا زندہ ہوکر اسلام لانا:

بعض روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین علیہما السلام موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر آپ کی ذات اقدس پر ایمان لائے اور ان کی یہ زندگی آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات میں سے ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے المعجم الاوسط میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''حجون قبرستان'' میں تشریف لے گئے۔

ان النبی ﷺ نزل الی الحجون کئیبا حزینا. فاقام به ماشاء

Marfat.com

ربه عزوجل. ثم رجع مسروراً. فقالت: يارسول الله ﷺ، نزلت الى الحجون، كئيبا حزينا. فأقمت به ماشاء الله. ثم رجعت مسروراً؟ قال: سألت ربي عزوجل فأحيالي أمي فآمنت بي ثم ردها"

نبی کریم ﷺ حجون کی طرف افسردہ اترے وہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے، پھر خوشی کے ساتھ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ افسردہ اور غمزدہ حالت میں حجون کی طرف گئے تھے وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور پھر خوش ہوکر واپس لوٹے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی تو اس نے میری والدہ محترمہ کو زندہ فرمادیا وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر انہیں قبر میں لوٹا دیا۔

(مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ ﷺ، امام سیوطی۔ص 56۔تفسیر مقاتل بن سلیمان الجزء:4۔سورہ محمد)

ایک مغالطہ کا ازالہ:

اگر اس موقع پر یہ سوال کیا جائے کہ سابقہ گفتگو میں جن آیات اور احادیث کا ذکر آیا ہے ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے والدین فوت ہونے سے پہلے ہی موحد، مسلمان تھے جبکہ مذکورہ روایات واضح طور پر نشاندہی کر رہی ہیں کہ پہلے مسلمان نہ تھے بلکہ دوبارہ زندہ ہوکر اسلام لائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے والدین واقعتاً پہلے ہی مسلمان تھے۔اب دوبارہ زندہ ہوکر اسلام اس لئے نہیں لائے کہ وہ مسلمان نہیں تھے بلکہ مقصد یہ تھا کہ وہ درجہ صحابیت پر فائز ہوجائیں۔

امام عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ قمطراز ہیں:

الجمع ان الاحياء كرامة لهما يضاعف ثوابهما۔ (نبراس)

ان روایات کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ ان کو زندہ اسلام لانے کے لئے نہیں

Marfat.com

کیا گیا تھا فقط اس لئے کہ ان کی عزت و کرامت کا اظہار تھا اور ان کے درجات میں مزید اضافہ ہوا۔ (مقالات شیخ محمد علوی المالکی ترجمہ مفتی محمد خان قادری لاہور)

صحیح عقیدہ رکھنے یا نہ رکھنے سے کیا ہوتا ہے:

والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کافر و مشرک کہنے سے ایذائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خدشہ کے پیش نظر کل قیامت میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے برخلاف ان کے جنتی، مومن اور موحد ہونے کا عقیدہ باعث راحت و شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہوگا۔ حضرت علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی ایک مسئلہ کی برکت سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے 260 مرتبہ اپنی زیارت مشرفہ سے نوازا ہے۔

کئی علماء محدثین کے علاوہ ایک غیر سنی عالم محمد ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب سیرت المصطفیٰ میں اپنا عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین مومن اور موحد تھے۔ انہوں تفصیلی بحث کے ذریعہ اس عقیدہ کو ظاہر کیا ہے۔

ایمانِ والدین کی تائید کرنے والے ائمہ و محدثین کرام:

ایمان والدین کریمین مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تائید کرنے والے ائمہ و محدثین کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1- امام ابوحفص عمر بن احمد شاہین رحمۃ اللہ علیہ جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء ہیں۔

2- شیخ المحدثین احمد بن خطیب علی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

3- حافظ الشان محدث ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

4- امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب الروض

5- حافظ الحدیث امام محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ، علماء فرماتے ہیں بعد امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے ان کا

Marfat.com

مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

6- امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

7- امام محمد بن محمد الغزالی۔

8- امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ صاحب عیون الاثر

9- علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ

10- حافظ السنان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

11- شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

12- امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ

13- امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر

14- امام ابوعبداللہ محمد بن خلف مالکی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم

15- امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تذکرہ

16- امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ اللہ علیہ

17- امام علامہ شرف الدین مناوی

18- خاتم الحفاظ مجدد القرآن العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمن ابن سیوطی۔

19- امام حافظ شہاب الدین احمد ابن حجر ہیثمی مکی صاحب افضل القری وغیرہ۔

20- شیخ نور الدین علی بن الجزء مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الزوجین فی ان والدی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفضل اللہ تعالیٰ فی الدارین من الناجین۔

21- علامہ ابوعبداللہ محمد ابن شرف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

22- علامہ محقق سنوی

23- امام اجل عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر

24- علامہ احمد بن محمد بن علیین یوسف فارسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات

Marfat.com

25- خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب۔

26- امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

27- زین الفقہ علامہ محقق زین الدین بن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر

28- سید شریف علامہ حموی صاحب غمز العیون والبصائر

29- علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی نفس نفیس

30- علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض

31- طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار

32- شیخ الشیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی

33- علامہ صاحب کنز الفوائد

34- مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت

35- علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار

36 حافظ عبدالعزیز پرہاروی صاحب نبراس شارح شرح عقائد و مصنف تصانیف مفیدہ

37- علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب درالمختار

نوٹ: مذکورہ بالا اسمائے گرامی لکھ کر حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود ہیں ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ السلام محمد بن محمد الغزالی و امام اجل امام حرمین ابن سمعانی و امام کیاہراسی و امام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتیٰ کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء و امہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن و ثابت ہے، بلکہ بالا جماع تمام ائمہ اشاعرہ و ائمہ ماتریدیہ سے مشائخ تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے۔

Marfat.com

محدثین کے اشعار:

اس کتاب کے مضمون کا اختتام حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ امام محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن کی کتاب انوار احمدی میں موجود محدثین کے اشعار اور ان کے ترجمہ پر ختم کرتا ہوں۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے نظم میں لکھا ہے۔

تنقل احمد نور عظیم
تلألأ فی جبین الساجدینا

ترجمہ: حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ عظیم الشان نور ہیں وہ منتقل ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں جگمگاتے رہے۔

تقلب فیھم قرنا فقرنا
الی ان جآء خیر المرسلینا

ترجمہ: آپ مختلف زمانوں میں ان میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آخرکار سب رسولوں سے افضل رسول بن کر تشریف لائے۔

اور حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

نبی الھدیٰ المختار من آل ھاشم
فعن فخرھم فلیقصر المتطاول

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہدایت والے نبی آل ہاشم سے ہیں، زیادتی اور ظلم کرنے والوں کو اس فخر کے انکار سے رک جانا چاہیے۔

Marfat.com

تنقل فی أصلاب قوم تشرفوا
به مثل ما للبدر تلك المنازل

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے لوگوں کی پشتوں سے اس طرح منتقل ہوتے رہے جنہوں نے آپ کے ذریعہ سے شرافت و بزرگی پائی کہ کامل چاند کو بھی یہ منازل حاصل نہیں ہیں۔

(انوار احمد۔ص:68۔ناشر مظہر علم شاہدرہ لاہور)

آخری مؤدبانہ گزارش:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے سبل النجاۃ کے ایک قول کے حوالے سے کئی علماء نے ان آئمہ کرام کی ایک طویل فہرست تحریر کی ہے جو کہ ایمان والدین کریمین رضی اللہ عنہما کی تائید کرتے ہیں۔امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول۔ائمہ وحفاظ حدیث کے ایک بہت بڑے گروہ کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے۔گویا ملت ابراہیمی کے علاوہ امت محمدیہ میں بھی والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شمار ہوتا ہے۔

لہٰذا ملت اسلامیہ کے غیور و باشعور عوام وخواص سے گزارش ہے کہ اپنے عقیدے کو مضبوط کرلیں کہ ایک حافظ قرآن اور ایک عالم دین کے خاندان کے کئی افراد کو جنتی نعمتیں اور ان کے والدین کو انعام واکرام اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتا ہے تو جس ذات پر نزول قرآن اور علوم الٰہیہ کے سمندر موجزن ہوتے ہوں اور جن کے لئے جنت سنواری گئی ہو اس مبارک ذات کے والدین کے مقام و مرتبہ کا کیا کہنا۔۔۔ خالق جنت کی عطا سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک جنت وقاسم جنت ہیں، بغیر کسی شک وشبہ کے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین موحد ہیں مومن ہیں صحابی ہیں اور جنتی ہیں۔

Marfat.com

مرکز نور عین کی عظمت
قلب اطہر کے چین کی عظمت

دشمن مصطفیٰ کو کیا معلوم
آپ کے والدین کی عظمت

(مولانا قسمت اللہ قسمت سکندر پوری)

احقر العباد

مولف کتاب سیرۃ والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تمام حضرات کی خدمت میں طالب دعا ہے

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی عفی عنہ

کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدر آباد۔ ایم۔ اے۔ اردو۔ میسور یونیورسٹی

عربی مدرس نور النبی عربک سکول بیجاپور کرناٹک

Marfat.com

مصادر و مراجع

❁ قرآن مجید

منزل من اللہ تعالیٰ

❁ تفسیر خازن

امام علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ '725ھ'

❁ التفسیر الکبیر۔ تفسیر رازی

امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ "606ھ"

❁ تفسیر مظہری

امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ "1225ھ"

❁ تفسیر روح البیان

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ "1137ھ"

❁ سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

❁ صحیح البخاری

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ "256ھ"

❁ جامع ترمذی

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "279ھ"

Marfat.com

- سنن ابن ماجہ

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ ''273ھ''

- سنن ابوداؤد

امام سلیمان بن الاشعث الجستانی رحمۃ اللہ علیہ '275ھ'

- کنز العمال

امام علاؤالدین علی بن حسام الدین الہندی رحمۃ اللہ علیہ ''975ھ''

- سبل الہدیٰ والرشاد

امام علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ ''942ھ''

- شرح مواہب اللدنیۃ للزرقانی

امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی مصری رحمۃ اللہ علیہ ''1122ھ''

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

امام حافظ نورالدین علی ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ''807ھ''

- شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ الروض الانف

امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ

- الوفا بتعریف فضائل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ''597''

- جوامع الکلم ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد اکبر حسینی فرزند اکبر حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہما ''812ھ''

- شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ

علامہ نورالدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ''898ھ''

Marfat.com

- مدارج النبوۃ

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "1052ھ"

- لطائف اشرفی ملفوظات حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ "808ھ"

حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ

- مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "911ھ"

- شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی مصری رحمۃ اللہ علیہ "1122ھ"

- سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب اللدنیہ

امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسلانی رحمۃ اللہ علیہ

- انوار احمد ناشر مظہر علم شاہدرہ لاہور

شیخ الاسلام حافظ امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ "1336ھ"

- مقاصد الاسلام حصہ یازدہم

شیخ الاسلام حافظ امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ "1336ھ"

- شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ "1340ھ"

- ھدایۃ الغبی الی اسلام اباء النبی

مولانا مولوی عبدالغفار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ معسکر بنگلوری

- رحمت للعالمین

سلیمان سلمان منصور پوری

Marfat.com

❁ نور العینین فی ایمان ابائی سید الکونین

علامہ از علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

❁ ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

تحقیق کار۔ضیاء المصطفیٰ محسن۔ایم۔فل۔اسلامیات

❁ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی

❁ ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 9 رسائل کا مجموعہ

علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

❁ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی

ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیرس

❁ خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ محمد سعید الحسن قادری

❁ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد

❁ انساب الاشراف

حضرت احمد بن یحییٰ البلاذری رحمۃ اللہ علیہ

❁ المستدرک للحاکم

امام محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ''405ھ''

❁ تلخیص از فتاویٰ عزیزی

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

- ارشیف ملتقی اہل الحدیث

  المکتبۃ الشاملۃ

- الحلم لابی الدنیا

  امام عبداللہ بن محمد ابی الدنیا البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ''281ھ''

- ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

  علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

- الحاوی للفتاوی۔ مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

  امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''911ھ''

Marfat.com

ایک پُرخلوص گزارش

آپ حضرات کے سامنے ایک کتاب ''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ'' ہے جس کا مقصد عین والدین مصطفیٰ ﷺ کے ایمان وجنتی ہونے کے اقوال کو جمع کرنا تھا جس عظیم کام کو محدثین وعلماء علیہم الرحمۃ والرضوان نے کیا ہے۔ میں نے بھی مناسب سمجھا کہ پہلے والدین مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کے کچھ مختصر گوشوں کو پیش کروں۔

قرآن، حدیث، اقوال محدثین اور تاریخ وسیر کی روشنی میں کچھ حالات زندگی اور ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کے متعلق اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔ بندۂ عاجز کا کچھ نہیں جن اکابرین اہل سنت وجماعت کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں یہ انہیں کا کرم اور انہیں کی عنایت ہے۔

قابل ولائق علمائے ذی وقار واساتذۂ کرام سے پرخلوص گزارش ہے کہ اس کتاب میں جو بھی غلطی، خامی اور سہو کا مشاہدہ فرمائیں تو نظر انداز کرتے ہوئے احقر کو مطلع فرمائیں یا کسی اہم بات کا اضافہ ضروری سمجھیں تو آگاہ فرمائیں تا کہ انشاء اللہ آنے والے ایڈیشن میں تصحیح و اضافہ کے ساتھ شائع کیا جاسکے۔

سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی عفی عنہ
کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔ ایم۔ اے۔ ار: و
میسور یونیورسٹی عربی مدرس نور النبی عربک سکول بیجاپور

Marfat.com

قرآن وحدیث، اقوالِ محدثین اور تاریخ وسیر کی روشنی میں

سیرت والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری

Marfat.com